سُوْرَۃُ اَنْبِیَا

اسمین ایک سوگیارہ یا ایک سو بارہ آیات ہین - ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۂ انبیا مکہ مین نازل ہوا اور ابن زبیرؓ نے بھی اسی طرح فرمایا - ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ سورۂ بنی اسرائیل وکہف ومریم وطٰہٰ وانبیا یہ سورتین عتاق اول سے اور یہ میری تلاد سے ہین -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے -

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ لوگون کے لئے اونکا

[1] ابن مردویہ ونحاس [2] بخاری وابن مردویہ (در) [3] امام بخاری [4] عتاق جمع عتیق ہے یعنی قدیم اول یعنے جسکا نزول مکہ مین ہوا اور تلادی یعنے حفظ مین آپ کا مقصود ان سورتون کو فضیلت دینا ہے کیونکہ یہ امر غریب اور خارق عادات جیسے اسرا و قصہ کہف ومریم پر شامل ہین اور ان مین اولوالعزم انبیا اور اونکی امتون کے قصے مذکور ہین (مجمع البحار) وھم مبتدا معرضون خبر فی غفلۃ معرضون کی ضمیر سے حال اے اعرضوا غافلین اور ممکن ہی کہ خبر ثانی ہو ۱۲ - اقترب معنی مین قرب کے افتعال ہے لیکن اقترب مین زیادہ نزدیکی ہے - چونکہ دنیا کا زمانہ گذشتہ اکثر ہے تو یہ لحاظ اسکے باقی قریب ہے - یا یہ کہ کل ما ھو اٰت فھو قریب یعنے جو آنیوالی شے ہی وہ قریب ہی ہے - یا یہ کہ انسان کو مرتے ہی اپنے اعمال کی سزا بھگتنا پڑتا ہے تو گویا وقت حساب یہین سے شروع ہو گیا - عرائس مین ہے کہ اگر لوگون کو سمجھ ہوتی تو جانتے کہ سب سے زیادہ

(وقتِ) حساب قریب ہوگیا ہے اور وہ غفلت مین پڑے ہوئے منہ پھیر رہے ہین -

اس آیت مین آگاہ فرماتا ہی کہ قیامت قریب ہورہی ہے اور لوگ اس سے غافل ہین نہ اسکے لئے نیک عمل کرتے ہین اور نہ سامان مہیا کرتے ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غفلت سے مراد دنیا مین غافل ہونا ہی اور اسی غفلت کا سبب ہی کہ وحی سے کھیل ٹھٹھا کرتے ہین چنانچہ فرمایا۔ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ اون کے پاس اُن کے رب کیطرف سے کوئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ) اُن سے قریب حساب ہی۔ کیونکہ اللہ تعالی بندون کو ہر لمحہ مین حساب فرماتا ہے لیکن یہ حساب بہت ہی مخفی ہے اسکو ہر کوئی نہین پہچان سکتا۔ ہان وہی پہچانتے ہین جو ہر دم اپنے نفس کا حساب کرتے ہین۔ خلیق سہ ہر دم کو جان لیجے اجل کا پیام ہے ٭ تھوڑے ہی دم مین عمر کا قصہ تمام ہے ٭) اے غافل اگر تجھے حسابِ الٰہی کی حلاوت معلوم ہوتی ہر لحظہ اپنے نفس سے حساب کرتا۔ اور اُسکا خطابِ الہام کسقدر شیرین معلوم ہوتا اور یہ راز اپنے بندگانِ صدیقین سے ہوتا ہی جب وہ اُن سے پوشیدہ خطرات کا مواخذہ فرماتا ہے بعض نے کہا کہ وقتِ ملاقات قریب ہوا اور لوگ اس سے غافل ہین کہ اپنے نفوس کو بارگاہِ حضوری کے لایق بنائین -١٢

لہ ابو نواس نے کہا کہ شاعر شیخ طاہر ابو العتاہیہ نے اسی آیت سے مضمون کا اقتباس کرکے کہا۔ سہ اَلنَّاسُ فِي غَفَلَاتِهِمْ ٭ وَرَحَا الْمَنِيَّةِ تَطْحَنُ ٭ (ابن کثیر ابن عساکر سے) ٢ہ نسائی نے حضرت ابو سعید خدری سے مَا يَأْتِيهِم الآية قتادہ نے فرمایا کہ جب کچھ قرآن سے اُترتا تھا اوسکو سنکر کھیل ٹھٹھا کرتے ہین لَاهِيَةً قتادہ نے کہا کہ غافلہ ہین۔ عبد بن حمید و ابن ابی حاتم (در) و ابن جریر۔ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ۔ واو اسروا مین دو وجہ ہین۔ ایک تو یہ

ئی نصیحت نہین آئی مگر یہ کہ اُسکو اس حال سے سنتے ہین کہ وہ کھیلتے جاتے ہین (یعنے
اُس سے ٹھٹھا کرتے ہین) اون کے دل (اوس کے معنے سے) غافل ہین۔ اور اُن ظالمون
نے چپکے چپکے سرگوشی کی کہ یہ (شخص یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تم ہی جیسا ایک آدمی ہے
پھر کیون جان بوجھکر جادو کے پاس آتے ہو۔ جب کا فرباہم پوشیدگی سے یہ مشورہ
کرتے تھے کہ یہ رسول تو تمھارے جیسے بشر ہین پھر ان کو وحی کی کیا خصوصیت ہی اسلیے
کہا کہ تم جادو پر جان بوجھکر کیون چلتے ہو تو اللہ تعالے نے انکا راز فاش کر دیا اور
اس طرح رسول کی زبان سے کہلایا۔ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ج
فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ج
اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (پیغمبر نے) کہا کہ جتنی باتین آسمان و زمین مین ہوتی ہین میرا پروردگا

علم ۱ قل ۲ قال ۲

نافع و ابن کثیر و ابن عامر و شعبہ سات معنی امر کے یعنے حضرت کو خطاب ہے کہ کہو تم اور دونون کے معنے ٹھیک ہین کیونکہ جب آپ کو حکم ہوا تو آپ نے فرمایا اور جب آپ نے فرمایا تو بھی حکم سے فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۲) لغت پر ہی کہ جس مین فعل کو علامت تثنیہ و جمع باوجود فاعل پر مقدم ہونے کے لاحق کرتے ہین۔ دوسری وجہ اور بھی قوی تر ہے کہ واو ضمیر ہے جو ناس کی طرف راجع جسکا ذکر مقدم ہے اور الذین ظلموا اوس سے بدل ہے یا بنابر ذم محلاً منصوب ہے یا وہ مبتدا موخر اور خبر اوسکی اسروا النجوی مقدم ہے
هل هذا النجوی سے بدل ہی (نیشاپوری)۔ اضغاث احلام ایسے خواب کہ جسکی تعبیر بسبب اختلاط کے صحیح نہو سکے کیونکہ ضغث مین اختلاط کے معنے ہین (مختار) چنانچہ ابن عباس اوس کی تفسیر مشتبہ سے فرمایا ہے۔ (ابن جریر) اور احلام جمع حلم ساتھ لام مضموم اور ساکن کے وہ چیز کہ جسکو سونے والا دیکھتا ہے (مختار)

جانتا ہی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ بلکہ انہون نے تو کہا کر (یہ قرآن) پریشان

خواب ہین بلکہ یہ اوسنے جھوٹ باندہ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہی (اگر واقعی پیغمبر ہے) تو جس

طرح اگلے پیغمبر (معجزون کے ساتہ) بہیجے گئے یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے پاس لے آئے۔

(اللہ تعالے فرماتا ہی) اِن سے پہلے جن بستیون کو ہمنے ہلاک کیا وہ تو ایمان نہ لائے

تو کیا یہ ایمان لے آئینگے۔ گویا اُن کے کلام کی ترتیب یون ہے کہ جو بشر ہی وہ رسول نہین ہوسکتا۔ اگر ہمنے اسکو تسلیم بھی کرلیا تو یہ تسلیم نہین کرتے کہ قرآن معجزہ ہے۔ اور اگر اسکی فصاحت طاقتِ بشری سے خارج ہووے تو ممکن ہے کہ جادو ہو اور جو ہم نہایت رکاکت کا دعوے کرین گے تو کہین گے کہ یہ پریشان خیالات ہین۔ اور اگر رکاکت و فصاحت کے درمیان متوسط ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ انھون نے گھڑ لیا ہی اور اگر کلام فصیح ہی مان لین تو کلامِ شعرا کی طرح فصیح ہی غرض ان ساری تقریرات پر وہ معجزہ نہین ہوسکتا (جسطرح اون کے اقتدا کرکے عیسائی اور آریہ بھی کہتے ہین) ان سب احتمالات کے بعد انھون نے کہا کہ کوئی ایسا بھاری معجزہ ہووے (جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور موسلے علیہ السلام کا عصا) کہ جسمین یہ شکوک نہ پیدا ہون اللہ تعالے نے اس آخری سوال کا جواب اسطرح دیا کہ اِنسے پہلے بھی لوگون نے حسبِ خواہش معجزہ طلب کیا تھا اور جب وہ ایمان نہ لائی تو ہمنے

ہلاک کر ڈالا اور ہمارا حکم اسطرح جاری ہو چکا ہے کہ اونکی خواہش کے موافق معجزات دکھلانے
بعد عذاب عام آجاتا ہے جس سے کوئی نہین بچ سکتا۔ اور ہم تو یہ چاہتے ہین کہ اس امت
مرحومہ کو ملیا میٹ نہ کرین اسلئے انکی درخواست بھی نہین قبول کرتے۔ اور جو انکا پہلا
اعتراض تھا کہ یہ بشر ہین اسکا یہ جواب ہے کہ پہلے جو نبی گذرے ہین وہ بھی بشر ہی تھے جسطرح
فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ
ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاۗءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ
اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے بھی آدمی
ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جنکی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو (لوگو) ذکر والون سے پوچھ دیکھو اگر تم

فسئلوا ابن کثیر و کسائی سا بتہ فتح سین اور بغیر ہمزہ

فسئلوا۔ ابن کثیر نے کہا یعنے امتون مین سے علم والون سے پوچھو عرائس مین لکھا یعنے ایسے لوگون سے
حقایق طریقت دریافت کرو جو ذاکر ہون اور مذکور اونکا شہود جمال قدیم ہو اور ذکر انکا نور مشاہدہ سے
صافی ہو یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر حالت مین علوم ازلیہ غیبی کا راز معلوم ہوتا ہے شیخ سہل نے
فرمایا کہ ان لوگون سے پوچھو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے فہم حاصل رکھتے ہین اور اسکے اوامر و نواہی سے آگاہ ہین۔
شیخ جنید نے فرمایا کہ اہل اللہ کروہ ہین جو حقایق علوم مجاری امور سے آگاہ ہین اور احکام کو بچشم غیب دیکھتے ہین ۱۲
صدقناہم الوعد اصل مین فی الوعد ہے نصب بنزع خافض ہے فانجیناہم اس وعدہ کی تفسیر ہے من نشاء
وہ مومنین ہین (نیشاپوری) وما کانوا خالدین قتادہ سے کہا کہ انکو بھی ایک دن مرنا ضرور ہے (ابن جریر)
چنانچہ عیسےٰ علیہ السلام بھی آخر زمانہ مین انتقال فرمائین گے۔ ۱۲

نہین جانتے - اور ہم نے اون کے ایسے جسم نہین بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائین اور نہ وہ ہمیشہ
رہنے والے تھے - پھر ہمنے اون کو وعدہ سچ کر دکھایا پس اونکو اور جسکو چاہا بچالیا اور حد سے
گذر جانے والون کو ہلاک کر ڈالا - اور البتہ ہمنے تمھاری طرف ایسی کتاب اُتاری ہی کہ جس مین
تمھارا ذکر ہے کیا تم نہین سمجھتے (ع) جب اللہ تعالےٰ نے اُن کے اعتراضات بے اصل کو
نقل فرمایا کیونکہ جب شرایطِ اعجاز قرآن مین تمام ہوگئے اور سکے علاوہ سیکڑون معجزے
حضرت سے ظاہر ہوے تو اب ہر وقت ایک نئے معجزہ کی درخواست اور نئے نئے
اعتراضات کرنیکا باعث صرف حبِ دنیا وخواہشِ ریاست ہی اسلیئے اُن کو سخت طور
سے زجر فرماتا ہی - وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

لہ یعنے جب امتون نے ہمارے رسولون کو جھٹلایا اور اُن سے معجزات طلب کئے تو ہمنے اُن کے طلب کردہ معجزات دکھا کر ہمارے رسولون سے وعدہ سچا کر دیا - اور وہ باوجود اظہار معجزات کے اپنے کفر پر اڑے رہے تو ہم نے اپنے رسو اور اُن کے اتباع کو نجات دیکر کفار کو ہلاک کر دیا (ابن جریر) لہ سفیان نے کہا کہ قرآن ساتھ مکارمِ اخلاق کے اترا ہے پھر یہ آیت ولقد انزلنا پڑھی دوسرون نے کہا کہ ذکر سے مراد شرف ہے ابو جعفر طبری نے کہا کہ جو اُسکی پیروی کی اور جو کچھ اُس مین ہے اُسپر عمل کیا اُسکے لئے شرف ہے - اور ان کو چاہیئے تھا کہ ایسی نعمت کو شکر کے ساتھ لیتے ع آلنس مین ہے کہ اُستاد نے فرمایا کہ جس مین تمھارا شرف و فخر ہے - جس نے اُسکا نور دیکھا وہ دنیا و آخرت مین سعید ہے - ۱۲ قصمنا - قصم کے اصل معنے توڑنے کے ہین - کہا جاتا ہی قصمت ظہر فلان یعنے مین نے پیٹھ توڑ ڈالی اور یہان اُسکے معنے اہلکنا کے ہین یعنے ہم نے ہلاک کیا - چنانچہ ابن زید و مجاہد نے فرمایا - اور قریہ کو ظالم فرمایا جس سے مراد اُسکے رہنے والے ہین اور ظلم سے مراد کفر و تکذیب رسل ہے - انشأنا - یعنے احدثنا ہمنے پیدا کیا ۱۲

اٰخَرِیْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْۤا
اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا
ظٰلِمِیْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ۝

اور ہم نے بہت سی بستیان ہلاک کر دین جو ظالم تھین اور ہم نے اون کے بعد اور قومین
پیدا کین۔ تو جب اونھون نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی فوراً اس سے بھاگنے لگے
(ہم نے کہا) مت بھاگو۔ اور اوسی (دنیا) کی طرف لوٹ جاؤ جہان تمکو عیش ملا تھا
اور اپنے گھرونکی طرف (جہان رہتے تھے جاؤ) شاید تم پوچھے جاؤ[لہ] کہنے لگے ہاے
ہماری کمبختی ہم بے شک ظالم تھے۔ پھر بھی اُنکی پکار رہی یہان تک کہ ہم نے اُن کو

اَحَسُّوْا بَاْسَنَا یعنے جب اُنہون نے ہمارا عذاب احساس کیا اور دیکھ لیا۔ یَرْكُضُوْنَ۔ اسی سے ہے رَکَضَ فلانٌ فَرَسَهٗ یعنے فلان شخص نے گھوڑیکو ایڑ مارکے تیز ہانکا۔ لا ترکضوا مجاہد نے فرمایا لا تفروا یعنے مت بھاگو (ابن جریر) اترفتم۔ اترفته النعمة اطغته (مختار) حصیدًا یعنے محصود ہے حَصَدَ الزرع و فيرة اى قطعه اسكا باب ضرب اور نصر ہے (مختار) قال ابن عباس حصیدا الحصاد خامدین خمود النار اذا طفئت (ابن جریر) [لہ] ابن عباس نے فرمایا کہ جن استون پر بسبب نافرمانی حق عذاب نازل ہوا تھا یہ اُن سے کہا گیا مجاہد نے فرمایا کہ تسئلون کے معنی تفقھون ہین (یعنے تم سمجھائے جاؤ کہ تمھاری سرکشی کے عوض یہ عذاب آیا) قتادہ نے فرمایا کہ یہ اُن سے بطور استہزا کے فرمایا کہ تمھاری دُنیا مین سے تم سے سوال کیا جائے گا (یعنے تم سے محتاج مانگین اور تم جس کو چاہے دو جسکو چاہے نہ دو) (ابن جریر) - ۱۲

(تلوار سے قتل کیا جیسے) کٹی ہوی کھیتی (اور اون کے فتنون کے شرارے بجھا کر) بجھے

ہوے انگارے کردیا (یعنے سب کو ہلاک کیا) یعنے جب عذاب متحقق ہوگیا تو اُن کو ندامت

کچھ بھی کام نہ آئی اور تلوارون سے اسطرح کاٹے گئے جیسے کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور

اُن کی آتش ظلم بالکل بجھ گئی کیونکہ وہ خود مقتول و محصود ہو کر ٹھنڈے ہوگئے کہ کچھ حس و

حرکت نہ رہی۔ بعد بیان ہلاکی اُمم سابقہ اسطرف اشارہ فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے کیا

ہمارا عدل تھا۔ اُن کی جیسی کرنی ویسی بھرنی تھی۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ

وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا

فٰعِلِیْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ

سلہ سکاکی نے کہا کہ حصید و خامدین دونون بطور استعارہ ہین اور طیبی وغیرہ نے کہا کہ وہ تشبیہ ہین (خفاجی)

لٰعِبِیْنَ۔ قتادہ نے فرمایا کہ ہم نے دونون کو عبث و باطل نہین پیدا کیا۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم (در و ابن جریر)

نقذف القذف بالحجارة الرمی بہا فیدمغہ۔ دمغہ من باب قطع شجہ حتے بلغت الشجة

الدماغ زاھق قال قتادة ھالك اسکو عبدالرزاق و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج

کی (در) فقیر کہتا ہے کہ ابن جریر بھی ۱۲ زھقت نفسہ خرجت ومنہ قولہ تعالے وتزھق انفسہم و

ھم کافرون و زھق الباطل ای اضمحل و بابہما خضع (مختار) یعنے ہم حق کو باطل پر مارتے

ہین پس حق باطل کا دماغ کچل دیتا ہے یعنے اُسکو نیست و نابود کردیتا ہے۔ بیضاوی نے کہا وانما استعار

لذلك القذف و ھو الرمی البعید المستلزم لصلابة المرمی و الدمغ الذی ھو کسر

الدماغ بحیث یشق غشاءہ المؤدی الی زھوق الروح تصویرا لابطالہ

بہ و مبالغة فیہ ۱۲

لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝ اور ہم نے آسمان اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزون کو کھیل
کے لیے پیدا نہین کیا اگر ہم کھیل (بی بی یا بیٹا) بنانا چاہتے تو اسکو اپنے پاس سے (یعنی مجردات سے جیسے
فرشتے وغیرہ نہ اجسام سے) بنا لیتے اگر کرنیوالے ہوتے (لیکن ہم ایسا نہین کرتے) بلکہ ہم حق کو باطل پر
غالب کرتے ہین پس وہ اوسکو مٹا دیتا ہی تو وہ فوراً نیست ہوجاتا ہی اور تم پر افسوس اون باتون سے
جو تم بیان کرتے ہو یعنے اللہ تعالے کو ایسے اوصاف سے موصوف کرتے ہو جو اُسکے صفت سے نہین
اُسپر ایسی تہمتین لگاتے ہو کہ جورو ہی اور اولاد ہی یہ سب جھوٹ ہی بعد نفی زوجہ و ولد کے اُسکو
اسطرح موکد فرماتا ہی کہ سب ہماری ملک ہین ملکیت اور ولدیت جمع نہین ہوتی تمکو بھی معلوم ہے
کہ باپ اپنی اولاد کو غلام خاوند اپنی بی بی کو باندی نہین بناتا۔ پھر سب اُسکے باندی
غلام ہین پھر جورو اور اولاد کیسی جس طرح فرمایا۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ

لہ عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم عکرمہ سے کہ لہو سے مراد اولاد ہے۔ سدی نے فرمایا کہ اگر ہمکو (بفرض محال) اولاد
بنانا ہی ہوتا تو فرشتون سے بنا لیتے۔ عبد بن حمید و ابن منذر نے حسن بصری سے کہ لہو سے مراد عورتین ہین ابن منذر
و ابن ابی حاتم قتادہ سے کہ لہو لغت اہل یمن مین عورت ہی (درمنثور) ابن جریر نے بھی ان سب روایات کو مع سند
بیان کیا اور ابن جریج سے یہ بھی روایت کی کہ اُنھون نے کہا کہ لوگ (یعنے نصاریٰ) کہتے تھے کہ مریم اُسکی بی بی اور
عیسےٰ اُسکا بیٹا ہی تو اللہ نے فرمایا الخ۔ ابن کثیر نے کہا کہ عورت و فرزند کے دونون قول متلازم ہین۔ یستکبرون
الاستکبار التعظم ای لا یتعظمون عنہا یستحسرون قال قتادہ لا یعیون وھو من قولھم بعیر حسیر
ای اعیا (ابن جریر) حسر البعیر وحسرہ غیرہ واستحسر یعنی اعیا ومنہ قولہ تعالےٰ ملوما محسورا
وقولہ ولا یستحسرون (مختار) قال السدی لا ینقطعون عن العبادۃ (در)

اَلَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۝ اور جو آسمانون اور زمین مین ہی اسی کے لیے ہی اور جو (فرشتے)

اُسکے نزدیک رہتے ہین وہ اُسکے عبادت سے تکبر نہین کرتے اور نہ تھکتے ہین رات اور دن

تسبیح مین لگے رہتے ہین سستی نہین کرتے - ابتداءِ سورہ سے یہان تک نبوت کے متعلق

سوال وجواب تھے اب ان آیات مین بیان توحید اور نفی اضداد وانداد ہی - اَمِ اتَّخَذُوْٓا

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ

اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا

یُنْشِرُوْنَ - مجاہد نے کہا یحیُون اسکو ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابن منذر نے تخریج کی (در) ابن جریر نے بھی - ابنِ کثیر نے کہا کہ من الارض متعلق ینشرون کے ہے تو یہ معنے ہونگے کیا وہ مردون کو زمین سے زندہ کرتے ہین اور اس مین تمام الہیہ کی نفی ہے خواہ ارضی ہون یا سماوی - اور دوسرون کے پاس اتخذوا کے متعلق ہے - اس لئے ہم نے دونون معنے لکھے ہین لَوْ كَانَ فِیْهِمَا الآیہ - اس آیت مین جو دلیل ہے اسکو بُرھانِ تمانع کہتے ہین اور وہ حجتِ قطعی ہے - کیونکہ معاذ اللہ اگر دو خدا فرض کئے جائین تو ان مین سے ہر ایک کی قدرت حدوثِ عالم کیلئے کافی ہے یا نہین - اگر ہے تو ایک معلول پر دو علتون کا اجتماع لازم آتا ہے اور جو نہین تو عجز لازم آتا ہے - اور لفظِ الہ کے یہ معنی ہین کہ سب صفاتِ کمال اس مین موجود ہون اور سب سے اعلےٰ بے مثال ہو - اگر معاذ اللہ کسی کے اعتقاد مین دو ہین تو ان مین ایک ہی بے مثال و لاشریک اور سب سے اعلےٰ ہوگا - اور دوسرا اس مین ناقص - اور جو ناقص ومعیوب ہو وہ الہ نہین ہو سکتا اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ الہ کے لئے سب پر اعلےٰ ہونا صفتِ کمالِ لازمی سے ہے - پس اگر ہوتے تو ان کے تمانع میں نظامِ عالم فاسد ہوتا ولیکن نظامِ عالم بروجہِ احسن موجود ہے تو وجودِ الہ غیر اللہ تعالےٰ باطل ہے یہ وہ دلیل قطعی ہے کہ جس مین کچھ شک وشبہ نہین - ۱۲

مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ بَلْ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ کیا ان لوگون نے ایسے معبود بنا رکھے ہین

جو (مردون کو) زمین سے اٹھا کھڑا کرینگے (ہرگز نہین) اگر آسمان و زمین مین اللہ کے سوا

اور معبود ہوتے تو وہ دونون ضرور تباہ ہو جاتے سو اللہ عرش کا مالک پاک ہی ان چیزون سے

جو یہ بیان کرتے ہین - وہ (مالک) جو کچھ کرتا ہے اس سے نہین پوچھا جا سکتا اور وہ (بندے)

پوچھے جاتے ہین (یعنے اپنے اعمال پر مواخذہ کیے جاتے ہین) کیا انہون نے اللہ کے سوا

اور معبود بنا رکھے ہین (اے پیغمبر) کہدو کہ تم اپنی دلیل پیش کرو یہ (قرآن) تو میرے ساتھ والون کا

۱ قتادہ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ اپنی پاکی و علو مشرکون کے بہتان سے بیان فرماتا ہے (ابن جریر) ۲ قتادہ و ابن جریج و ضحاک نے فرمایا کہ کوئی حق سبحانہٗ کے قضا و قدر پر مواخذہ نہین کر سکتا اور بندے اپنے اعمال پر مواخذہ کیے جاینگے (ابن جریر) ابن منذر و ابن ابی حاتم بھی قتادہ و ضحاک سے (در) سعید بن منصور و ابن منذر ابن عباسؓ سے آپ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی قوم میرے نزدیک قدریہ سے زیادہ مبغوض نہین ہے اور یہ اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالے کی قدرت نہین پہچانتے پھر آپ نے یہی آیت لَا يُسْئَلُ پڑھی (در) ۳ یعنے ہمنے تو آیت لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ تمھارے بطلان پر قطعی دلیل بیان فرمادی اور اگر کوئی تمھارے پاس بھی یقینی دلیل ہے تو لاؤ - اگر عقلی نہین تو نقلی پیش کرو - لیکن نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو ماننے کے قابل ہے ورنہ نہین - میرے پاس تو علاوہ دلیل عقلی کے دلیل نقلی بھی موجود ہے یعنے یہ قرآن تو میرے ساتھ والونکا ذکر ہے اور مجھ سے پہلونکا بھی یعنے توراۃ و انجیل وغیرہ سب کتب سماویہ کا امر یہ خلاصہ ہو ہرایک کتاب مین توحید کا امر اور شرک سے ممانعت ہی - قتادہ نے کہا کہ اس قرآن مین میری امت کا یعنے حلال و حرام کا ذکر ہے اور مجھ سے پہلے لوگون کا بھی (در و ابن جریر)

نُوْحِيْ نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ نے ساتھ ضمہ یا اور فتح حا کے بصیغہ مجہول غایب یعنے وحی کی جاتی ہے - معنے متقارب ہین - کیونکہ بہرحال مین وحی خدا کی طرف سے ہی

ذکر ہے۔ اور مجھ سے پہلے لوگوں کا بھی بلکہ ان میں اکثر حق کو نہیں جانتے اسلئے (کتاب الٰہی

سے) منہ پھیرتے ہیں اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اُنکی جانب

یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔ جب شریک سے منزہ

26 ہونے پر دلائل ظاہرہ بیان فرمایا اس کے بعد اولاد سے اپنی برات ثابت فرماتا ہے۔ ق

27 قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ

28 بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى

29 وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ

نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور (کافر) کہتے ہیں کہ رحمان نے اولاد

بنالی ہے وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ (فرشتے) تو معزز بندے ہیں۔ اُس سے آگے بڑھکر بات

لہ قتادہ نے فرمایا (ابن جریر) سلہ جب اس کتاب کا اور اگلی کتابوں کا حال بیان فرمایا تو اب بزرگانِ دین کا حال بیان فرماتا ہے کہ جو انبیاء کرام ہیں انہوں نے بھی کبھی ددخدا کی عبادت نہیں بیان کی ۱۲ مشفقون اشفق منه حذره وخافه ولا يقال شَفَقَ - والشفقة الاسم من الاشفاق واَشْفَقَ عليه فهو مشفق وشفق واصلهما واحد (مختار) فرق صرف صلہ کا ہے جہاں مِنْ ہو تو وہ ڈرنے کے معنے ہیں اور علے ہو تو مہربانی کرنے کے معنی ہیں ۱۲ سلہ (ابن جریر) ابن منذر وابن ابی حاتم قتادہ سے کہ اونہوں نے کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالے کو جن سے مصاہرت ہے جس سے فرشتے ہوئے اللہ عزوجل نے اُن کی تکذیب کے لئے فرمایا بلکہ بندے ہیں عزت دئے گئے اللہ تعالے نے اپنی عبادت سے اُن کو عزت دی ہے۔ قول وکلام میں اللہ تعالے پر سبقت نہیں کرتے (بلکہ اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں جو حکم ہوتا ہے اوسپر عمل کرتے ہیں) یہ اُن کی تعریف فرماتا ہے۔ اور وہ یعنے ملائکہ کسی کی

نہین کرسکتے اور وہ اوسکے حکم پر کام کرتے ہین وہ اُنکا اگلا پچھلا حال جانتا ہے۔ اور وہ اُسی
کے لئے شفاعت کرتے ہین کہ جس سے اللہ خوش ہو۔ اور وہ اُسکے خوف سے ڈرتے رہتے ہین
اور جو کوئی اُنمین سے یہ کہے کہ اوسکے سوا مین معبود ہون تو اُسکو ہم جہنم کی سزا دینگے اسیطرح
ہم ظالمون کو سزا دیا کرتے ہین پھر حق سبحانہ تعالے ایک دوسری طرز سے دلائل توحید بیان
فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا
مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ
وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ
وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اکبر ابن کثیر بغیرہ وکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۲) شفاعت نہین کرتے مگر اُس شخص کے لئے جسکو اللہ تعالے نے پسند کیا۔ یعنے اہل توحید کی شفاعت کرتے ہین ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و بیہقی بعث مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ یعنے جسکو پسند کر لیا بوجہ اس کے کہ اُسنے توحید الٰہی کی شہادت دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حاکم نے تخریج کر کے تصحیح بھی کی اور بیہقی نے بعث مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آیت وَلَا يَشْفَعُوْنَ پڑھی اور فرمایا کہ میری شفاعت میری امت مین سے کبیرہ گناہ والون کے لئے ہے (در منثور) رَوَاسِيَ جمع راسیہ ہے اور اُس کے معنی ثابتہ کے ہین قتادہ نے فرمایا کہ پہاڑ مراد ہے (ابن جریر)۔ تَمِيْدَ اصل مین کراھۃ ان تمید بھم۔ عدم الالتباس کے وجہ سے مضاف حذف کیا گیا ماد الشیئ تحرک و بابہ باع۔ فِيْهَا ضمیر ارض کی طرف راجع ہے۔ فِجَاجًا جمع فج ہے سبلا یعنے طرقا جمع سبیل ہے ۔ ۱۲

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ اور کیا کافرون نے نہین دیکھا کہ آسمان وزمین (بارش و

روئیدگی سے) بند تھے پھر ہم نے اُن کو (یعنے آسمان کو پانی سے اور زمین کو روئیدگی

سے) کہول دیا اور ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا[ع] پھر کیا وہ نہین سمجہاتے (یعنے اُسکی اُلوہیت

کے قائل نہین ہوتے) اور ہم نے زمین مین پہاڑ پیدا کیا (ایسا نہ ہو) کہ زمین لوگون کو

سلہ عکرمہ اور عطیہ اور ابن زید نے کہا کہ سمٰوت رتق تہے یعنے اُس سے پانی نہین برستا تھا اور زمین بھی رتق تہی یعنے اُگاتی نہتی تو پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے آسمانون کو پانی سے اور زمین کو روئیدگی سے کہول دیا۔ ابو جعفر طبری ان اقوال کو مع سند نقل کرکے فرماتے ہین کہ یہی قول قرین صواب ہے کیونکہ وجعلنا من الماء الخ اسپر دال ہے۔ اسلئے کہ اُسکے بعد ہی پانی کو اس صفت سے موصوف کرکے آگاہ کرتا ہے کہ سابق مین جو بیان ہوا وہ پانی کے ہی سبب سے ہے اسی سے کہا جاتا ہے رَتَقَ فلان الفتق اذا شدہ فھو یرتقہ رتقا و رتوقا اسی سبب سے جس عورت کی فرج ملی ہوی ہو اُسکو رتقا کہتے ہین اور رتق کو جو صفت سماء اور ارض ہے واحد فرمایا کیونکہ وہ مصدر مثل صوم و فطر کے ہے ففتقناھما یعنے فصلنا ھما و فرجنا ھما۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ نے تو سمٰوت فرمایا اور پانی تو آسمان دنیا سے برستا ہے۔ بعضون نے کہا کہ اس مین اختلاف ہے۔ ایک گروہ تو کہتی ہے کہ ساتوین آسمان سے ہے۔ اور دوسرے کہتے ہین کہ چوتہے آسمان سے۔ اور سمٰوت جمع کہکر اُس سے سماء دنیا مراد لین تو بھی ممتنع نہین کیونکہ اسکا ہر قطعہ سماء ہے کہتے ہین ثوب اخلاق (صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ سمٰوت سے مراد بادل ہین) اور اگر کوئی کہے کہ سمٰوت تو جمع مونث ہی تو چاہیے تھا کہ جمع قلت مین کُنَّ اور جمع کثرت مین کَانَتْ ہو بعضون نے جواب دیا کہ ہمطرح اس لئے کہا گیا کہ وہ دو صفت مین ایک نوع سمٰوت دوسری ارض پہر نظیر کے لئے اشعار لکہے ہین (ابن جریر) نزول بارش اور زمین کی کرویت وغیرہ جس مین فلسفہ کو اختلاف ہے اگر خدا چاہے تو اس تفسیر کے مقدمہ مین لکہین گے ۱۲ سلہ قتادہ نے فرمایا کل شیٔ حی خلق من الماء (ابن جریر)

لیکر جھک پڑے - اور اُس مین کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ راہ پائین - اور ہم نے آسمانونکو

محفوظ چھت بنایا - اور وہ آسمان کی نشانیون سے منہ پھیر رہے ہین - اور وہی ہے جسنے

رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہر ایک ان مین سے فلک[1] مین تیر[2] رہے

ہین یعنے[3] آسمان اسبابات سے محفوظ ہے کہ زمین پر نہین ٹوٹ پڑتا اور شیاطین[4] کی بھی

کہ اُنکا گذر وہان تک نہین ہوتا اور وہ آسمان کے نشانیون سے یعنے[5] چاند اور سورج

اور ستارون سے منہ پھیر رہے ہین یعنے ان دلائل مین غور و فکر نہین کرتے کہ یہ

[1] فلک کلامِ عرب مین ہر مستدیر (گول) چیز کو کہتے ہین - لیکن قرآن و حدیث مین فلک کے کوئی معنے معین نہین اسلئے ہم بھی متعین نہین کرسکتے اور بطور تاویل فلک کے معنے دائرہ کے کرتے ہین (ابن جریر) تو ترجمہ اسطرح ہوگا کہ ہر ایک اپنے مدار مین دورہ کر رہا ہے - علامہ رازی فرماتے ہین کہ لوگون نے حرکات کواکب مین بھی اختلاف کیا ہے اور وجوہ ممکنہ عقلی اس مین تین ہی ہوسکتے ہین (۱) ایک فلک ساکن اور کواکب اوس مین اسطرح حرکت کرتے ہون جیسے پرندے والا پانی مین پیر رہا ہو (۲) افلاک و کواکب دونو متحرک ہون - خواہ دونونکی حرکت ایکسان یا متفاوت خواہ جہت ایک ہو یا مختلف (۳) فلک متحرک اور کواکب ساکن ہون الخ یعضے دہریہ آسمان کے بھی منکر ہین لیکن جو لوگ کہ ہنوز ہیات زمین سے پورے واقف نہین وہ مخلوق سماوی کو جو بلی حد ہے کیا پہچان سکتے ہین سہ

کہ با آسمان نیز پرداختی		توکار زمین را نکو ساختی

[2] سرعت سے چلنے کو پانی کی تیراک سے تشبیہ دی گئی اور اسی سبب سے ضمیر جمع ذوی العقول لائی گئی [3] چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ [4] چنانچہ فرمایا وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ - [5] مجاہد نے فرمایا (ابن جریر)

سب اپنی خالق کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہین پھر جو انکا مدبّر اور انکو بنایا ہے اُسی
کے لیے عبادت سزاوار ہے۔ جب یہ جاہل ہر ایک شے کے لئے سبب ٹہراتے ہین تو
پھر یہ تمام مصنوعات کو بے سبب کس طرح مانتے ہین غرض ان آیات مین دلائل توحید
کے چھ اقسام ہین (۱) آسمان سے بارش اور زمین سے روئیدگی کا ہونا جو رتق و
فتق ہے۔ (۲) پانی سے ہر شے کی حیات (۳) زمین پر پہاڑون کو نصب فرمانا (۴)
زمین مین راستون کا ہونا۔ (۵) آسمانون کو ایک مزیّن و محفوظ چھت بنانا (۶)
رات دن اور چاند سورج کا پیدا کرنا۔ ان چھ نعمتون کے بعد (جو دنیا کے اصلی نعمتین
ہین) اسبات سے آگاہ فرماتا ہے کہ ان نعمتون کو اور نہ انکو جنکے لیے یہ پیدا کی گئی ہین
ہمیشگی نہین یہ ابتلاء و امتحان کے لئے ہین تا دارِ خلود مین آرام پانیکا باعث ہون
چنانچہ فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۚ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ
نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا
رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۗ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ
بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۗ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا

مُتَّ ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتہ ضم میم کے ۱۲

هُزُوًا نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ و کسائی ساتہ ہمزہ کے بجاے واو کے۔
هُزْؤًا حمزہ ساتہ سکون زاء کے اور ہمزہ کے۔

هُزُوًا ۔ مصدر مؤول بمهزوٌ به اوجعلوه عین الهزء مبالغة۔ و هو مفعول ثانٍ لاتخذ
قال صاحب المختار هزئ منه وبه بکسر الزای یهزأ هُزْءًا و هُزُؤًا بسکون الزای وضمها
و هزأ به ایضا یهزأ کقطع یقطع و انتهزأ به و ستهزأ به مثله ۔ ۱۲

تَسْتَعْجِلُوْنِ ○ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ
بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ وَلَقَدِ
اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ نافع وابن کثیر وابن عامر وکسائی ساتھ ضم دال کے

اور (اے پیغمبر ﷺ) ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لیے ہمیشگی نہیں دی پھر کیا اگر تم مر گئے تو وہ رہ جائیں گے ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اور (اے لوگو) ہم[1] تم کو برائی اور بھلائی سے بطور امتحان جانچتے ہیں۔ اور ہماری پاس تم پھر آؤ گے۔ اور (اے پیغمبر علیہ السلام) جب تم کو وہ لوگ جو کافر ہوئی ہیں دیکھتے ہیں تو بس تم سے ٹھٹھول کرتے ہیں (اور آپس میں تعجب سی کہتے ہیں) کیا یہی ہے جو تمھارے معبودوں کو (بری[2] طرح) یاد کرتا ہے اور وہ خود رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔ (تو وہی بات کے لایق ہیں کہ اُن سے ٹھٹھول کیا جائے) انسان[3] عجلت سے پیدا کیا گیا ہے

بغتۃ فجاۃ مصدر من غیر لفظہ او حال فتبہتہم۔ بہتہ اخذہ بغتۃ وبابہ قطع ومنہ قولہ تعالیٰ فتبہتہم وبہت بوزن علم ای دہش وتحیر (مختار) [1] ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم تم کو تکلیف وراحت سے۔ صحت وبیماری سے۔ فقیری وتوانگری سے۔ حرام وحلال سے۔ معصیت وطاعت سے۔ ضلالت وہدایت سے امتحان کرتے ہیں (در) [2] عرب ذکر کو مدح وذم دونوں جاے استعمال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں سمعنا فلاناً یذکر فلاناً یعنے برائی سے اسکا ذکر کرتا تھا یا بھلائی سے (ابن جریر) [3] یہاں عجلت کا ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والوں کا ذکر کیا تو اب لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آئے گا کہ ایسے

(گویا اُسکی طبیعت مین جلدی ہی) عنقریب تم کو اپنی نشانیان دکھاتا ہون تم مجھسے جلدی نہ

مچاؤ۔ اور کہتے ہین اگر تم سچے ہو تو یہ (عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا۔ اگر جان لیتے وہ

لوگ جو کافر ہوے ہین اُس وقت کو کہ جب اپنے چہرون سے آگ نہ دور کرسکین گے اور نہ

اپنی پیٹھ سے۔ اور نہ اُنکی مدد کیجاۓگی (تو اسطرح جلدی نہ کرتے)۔ بلکہ (وہ آگ) اُن پہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۷)۔ استہزا کرنے والون پر جلدی سے عذاب کیون نہین آجاتا اور یہی عجلت ہی لیکن اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتےٰ کہ جب اُسکو گرفتار کرتا ہے تو پھر اُسکا چھٹکارا نہین (ابن کثیر) لے کانہ خُلِقَ منه لفرط استعجاله وقلة ثباته كقولك خُلِقَ زيد من الكرم۔ جعل ما طبع عليه بمنزلة المطبوع هو منه مبالغة في لزومه له (بیضاوی) یہان انسان سے مراد جنس ہے یا آدم علیہ السلام ہین جس طرح حدیث مین آیا ہے تو وہی تعجیل اولاد کی طرف بھی منتقل ہوی۔ کسی نے ظریفانہ شعر کہا ہے ؎

انسان عینی بتعجیل السہاد ملی		عمری لقد خلق الانسان من عجل

لے یعنے لو کا جواب جو لما استعجلوا ہے محذوف ہے اور بعضون نے کہا لو تمنی کے لئے ہے (معنے مین کاش کے) جس کا جواب نہین (خفاجی) ع النفس ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اس مین اشارہ ہی کہ نفس کے لئے موت ہے اور قلوب وارواح کو حیات ابدی تجلی حیات حق عزوجل سے حاصل ہے شیخ جنید رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جسکی حیات اپنے نفس سے ہو تو اُسکی روح نکل جانے سے اُسکی موت ہے۔ اور جسکی حیات اپنے رب عزوجل سے ہو تو وہ طبعی حیات سے منتقل ہوکر اصلی حیات مین جائیگا اور یہی حقیقی حیات ہے۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق		ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

واضح ہو کہ حقیقی موت وہی ہے کہ رب عزوجل کی رحمت سے جدائی اور وصال جاتا رہے۔ یہی موت بُری ہے اور اسی کے لئے رونے والے روئین۔ اسی لئے بزرگون نے کہا کہ موت درحقیقت جہالت کی موت ہے یعنے اللہ تعالےٰ سے جاہل رہنا۔ اور حیات حقیقت مین علم کی حیات ہے یعنے اللہ تعالےٰ سے عارف ہونا۔

بیان موت مجازی و حقیقی

ایک بیک آئیگی سو اُن کو بدحواس کردیگی۔ پھر یہ اُسکو نہ دفع کرسکین گے اور نہ وہ کچھ مہلت دئے

جاوینگے اور (اے پیغمبر) بیشک تم سے پہلے بھی رسولون کے ساتھ ٹھٹا کیا گیا سو اُن سے

ٹھٹا کرنیوالون پر وہی (عذاب) کہ جس سے وہ ٹھٹا کرتے تھے نازل ہو گیا۔ پھر یہ منکر جو تم سے

ٹھٹا کرتے ہین اس بات سے نہین ڈرتے کہ اُسی طرح اُنپر بھی کہین عذاب ایکدم نہ آجائے

اور جو آجاے تو کوئی بچا بھی سکتا ہی جس طرح ارشاد ہوتا ہی۔ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ

وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ

مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا

هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۸) اور موت فنا کو کہتے ہین۔ اگرچہ حادث موجود کہلاتا ہے لیکن حقیقت مین وہ فانی ہے۔ چونکہ وہ جدید پیدا ہوا تو بقا کی حقیقت اس مین نہین ہے۔ کیونکہ یہ تو انوارِ بقائے حق عزوجل سے اُسکو وجود ہے اور موت غیرتِ ازلی کا ایک قہر ہے جو حادث پر طاری ہوکر اُس کے فانی ہونے کو ثابت کردیتی ہے اور اُس کے زعمِ وجود کو درہم و برہم کردیتی ہے۔ انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عجلت کی حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی مقدوراتِ ازلیہ سے جاہل ہوتا ہے تو اُسکی جہالت سے عجلت پیدا ہوتی ہے۔ اگر تقدیرِ ازلی پر نظر کرتا تو اُسکو یہ عجلت نہ ہوتی۔ بلکہ وہ قیامت اُن پر ایک بیک آئیگی سو اُنکو بدحواس کردیگی بعض نے فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق مین سے کوئی چیز مبہوت کردے تو اسوجہ سے ہے کہ یہ شخص اُس چیز کے نزدیک مقام کرگیا اور اسکا محل وہی ٹہرا تھا۔ اور یہ شخص اُس شے کے پیدا کرنے والے سے غافل ہوگیا تھا۔ اور جو شخص کہ قبضۂ حق عزوجل مین اُسکی حضوری مین ہے تو اُسکو کوئی چیز مبہوت نہین کرسکتی اس لئے کہ وہ ہیبت کی اعلےٰ منزل یعنے مقامِ قدس مین پہنچ گیا ہے۔ يَكْلَؤُكُمْ قال ابن عباس يحرسكم وقال قتادة يحفظكم يقال منه كلأت القوم اذا حرستهم (ابن جریر) كلأه الله يكلؤه مثل قطع يقطع كلاءة بالكسر اى حفظه (مختار)

مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۤءَ

إِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا

ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَإِنْ كَانَ

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

الْفُرْقَانَ وَضِيَاۤءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ

مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ أَنْزَلْنٰهُ أَفَأَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ ۵۰

۱؎ کہہ دو وہ کون ہے جو رات دن رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کر سکتا ہے

نفحۃ - یعنی بالنفحۃ النصیب والحظ من قولہم نفح فلان لفلان من عطائہ اذا اعطاہ قسما او نصیبا من المال قال قتادۃ لئن اصابتہم عقوبتہ (ابن جریر) نفحۃ من العذاب قطعۃ منہ (مختار) قال البیضاوی اصل النفح هبوب رائحۃ الشئ والبناء الدال علی المرۃ ۱۲- الموازین - ابن کثیر نے لکھا اکثر کے نزدیک میزان واحد ہے اور یہاں موازین جمع فرمایا تو یہ باعتبار اعمال موزونہ کے ہے خطیب نے کہا کہ جمع اسکی بسبب کثرت ان لوگوں کے ہے جنکے اعمال کا وزن ہوگا گویا ہر ایک کے واسطے ترازو ہے اور جائز ہے کہ ترازو کے تعدد سے جمع فرمائی گئی ہے اور وزن اعمال کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ صحائف اعمال تولے جائیں دوسرے یہ کہ اعمال جو اعراض ہیں وہ جواہر ہو جائیں - اور نفس عمل کا میزان میں ہونا اقرب ہے جس طرح احادیث میں آیا ہے مثقال مثقال الشئ میزانہ من مثلہ والمثقال واحد مثاقیل الذهب (مختار) یہاں معنی اول مراد ہیں الفرقان مجاہد نے کہا کہ کتاب قتادہ نے کہا کہ توریت حلال وحرام کی بیان کرنے والی ہے جس سے اللہ تعالے نے حق و باطل میں فرق کیا (ابن جریر) یعنے ایسی جامع کتاب جو حق و باطل میں فرق بھی کرے اور ضیاء جو دل میں نور پیدا کرے اور ذکر جس سے لوگ نصیحت لیویں یہ سب معطوفات متحد بالذات ہیں صفات کے لحاظ کرتے متغایر ہیں - ۱۲ ۱؎ یہاں نام پاک رحمٰن

لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ
بہرے سنتے نہیں
مِثْقَالَ
صِيَاۤءً

بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے روگردان ہین۔ کیا اُن کے لئے ہمارے سوا اور معبود
ہین کہ اُن کو (ہمارے عذاب سے) بچا سکتے ہین وہ (بُت) تو خود اپنی ہی مدد نہین کر سکتے
اور نہ اُن کی ہماری طرف سے حمایت (رفاقت) کیجاتی ہے۔ بات یہ ہی کہ ہم نے انکو اور
اُن کے باپ دادا کو (دنیا مین) فائدہ پہنچایا یہان تک کہ اُن پر زندگی دراز ہوگئی (یہی
عیش و عشرت باعث گمراہی ہوئی) تو پھر کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ ہم زمین (کفر) کو کنارون
سے گھٹاتے چلے آتے ہین۔ پھر کیا یہی غالب ہونے والے ہین۔ (ایسا نہوگا بلکہ رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۰) ذکر فرمانے مین اشارہ ہے کہ اُسکی عام رحمت کے باعث یہ لوگ بچ گئے جس نے
اپنی رحمت سے رحمۃ للعالمین رسول بھیجا ورنہ دیگر انبیا علیہم السلام کی امتونکی طرح ہلاک ہوجاتے ۱۲ ۱ؔ مشرکین کو
کیا ہوا کہ اپنے حافظِ حقیقی کو نہین پہچانتے بلکہ اپنے رب کے نصائح موثرہ و دلائل قویہ سے روگردان ہین۔
یہ انکی جہالت ہی کہ نہ اُن مواعظ کو سوچتے اور نہ اُس سے عبرت لیتے ہین ۲ؔ ولاھم منا یصحبون۔ قال
قتادۃ لا یصحبون من اللہ بخیر قال ابن عباس یصحبون ینصرون وعنہ ایضًا یصحبون یجارون
(یعنے نہ وہ کفار ہمارے عذاب سے پناہ دئے گئے ہین) کیونکہ عرب کہا کرتے ہین انا لک جار من فلان وصاحب
جس کے معنے یہ ہوتے ہین کہ فلان کے خطرے مین تیرا مصاحب ہون یعنے تجکو مین نے پناہ دی۔ اور تیری حفاظت
اپنے ذمہ لی ہی غرض جب انکو کوئی عذابِ الٓہی سے مانع نہوگا تو کوئی رفیق انکو کا بھی نہین اور کوئی مددگار بھی نہین (ابن جریر)
۳ؔ مشرکونکی گمراہی کا باعث یہ بات ہوئی کہ ہم نے انکو دنیا مین ناز و نعمت سے پالا اور اسی عیش و عشرت مین اونکی
عمر دراز ہوئی تو انہون نے یہ اعتقاد کیا کہ جس حال پر ہم ہین یہ بھی کچھ ہے اور یہ برابر ہمیشہ رہے گا۔ تو اللہ تعالٰی نے
نصیحت کی کہ کیا نہین دیکھتے (یعنے کیا نہین جانتے جو وضاحت مین دیکھنے کے مثل ہے) کہ ہم کافرون کی زمین کو اس کے
اطراف سے کم کرتے ہین یعنے مسلمان دن بدن بڑھتے جاتے ہین اور کافرون کی زمین مسلمانون کی ہوتی جاتی ہے آخر
مین سلطنت مسلمانونکی ہوجائیگی یہ ایک پیشین گوئی تھی جو الحمد للہ پوری ہو کر رہی ۴ؔ قال قتادۃ لیسوا بغالبین
ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو الغالب (ابن جریر)

غالب آئین گے) (اے پیغمبر) کہدو کہ مین تو تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہون اور بہرے یعنے
کافر) پکار کو سنتے ہی نہین جبکہ ڈرائے جاتے ہین۔ اور اگر ان کو تمہارے پروردگار کے
عذاب کی بھاپ بھی لگ جائے تو ضرور بول اوٹھین گے کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ہی
ظالم تھے اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کرینگے پھر کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ
کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (عمل) ہوگا تو ہم اُسکو لا ئینگے۔ اور ہم حساب لینے کو
کافی ہین۔ اور ہم نے موسیٰ وہارون کو فیصل کرنیوالی (کتاب) اور روشنی عطا کی تھی اور
نصیحت دینے والی اُن پرہیزگارون کے لئے کہ جو اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہین
اور وہ قیامت کا بھی خوف کرتے ہین۔ اور یہ (قرآن بھی) بابرکت نصیحت ہی جسکو ہم نے

لہ قال قتادة ان الکافر قد صم عن کتاب اللہ لا یسمعه ولا ینتفع به ولا یعقله کما یسمعه المؤمن واهل الایمان (ابن جریر) ۲ۃ ابن زید نے فرمایا کہ عمل نفع کے ہون خواہ ضرر کے سب پیش کیئے جائینگے۔ اچھے عمل کا بدلہ ملیگا۔ برے کو چاہے وہ معاف کرے چاہے مواخذہ کرے (ابن جریر) ۳ۃ و هٰذا ذکر۔ قال قتادة ای هٰذا القرآن (ابن جریر) ع الس مین ہے کلام حق سبحانہ تعالیٰ قرآن پاک خود اپنی ذات مین مبارک ہے اگرچہ کوئی جاہل اوسکو سنے یا نہ سنے۔ ولیکن وصول اسکی برکت کا اوس شخص پر ہے جو اوسکو محبت و شوق کے کانون سے سنے پس اوسکو محبت اس ذکر سے ہو اور شوق اس کے متکلم قدیم جل شانہ کے وصال کا ہو اور اسکے مضمون پر عمل کرے اور اشارات کو پہچانے اور اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاوے اور جب ایسا ہو گیا تو اوسکی برکت اوس شخص کو کھینچیگی اس طرح کہ جہان اصل ہے یعنے معدن ہے اُس کا مشاہدہ نصیب ہوگا اور وہ دیدار ذات قدیم پاک جل شانہ ہے قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ یہ ذکر مبارک ہے

قرآن مجید بابرکت ہے

اُتارا۔ پھر کیا تم اسکو نہین مانتے۔ اے لوگو مانو اور خدا کے کہے پر چلو۔ اگر اوسکی کتاب سے
منہ پھیر اگر دوسری کتاب پر چلوگے تو کیا تم کو راہ ملجائیگی ہرگز نہین ہرگز نہین۔ خالق و
مخلوق مین جو فرق ہی اُسیقدر دونوں کتابون مین ہے جس وقت تم جسکا کلام پڑھتے
اور مطالعہ کرتے ہو اوسوقت وہ تمھارا ہم نشین ہے چشم بصیرت سے متکلم کو دیکھا کرو اُنیسکو
و ہی متکلم ہمنشین ہوگا جو اُس حق مین فنا ہے یہ تصرف اُسی کو حاصل ہے سہ

فانی بخود و بدوست باقی	این طرفه که نیستند و هستند

جب فانی کا یہ حال ہی تو باقی و قیوم کہ جو تمام عالم کی حیات اور سارا جہان جس سے
زندہ ہی اُس کے کلامِ پاک کی قرأت کے وقت کیا کچھ اثر ہوگا اور کیسی کچھ کیفیت پیدا ہوگی

رباعی خلیق

کب وصف سے موصوف جدا ہوتا ہی	قرآن سے دیدارِ خدا ہوتا ہے
قرآن کے پڑھنے سے کدورت ہو دور	آئینہ دل کو مصقلہ ہوتا ہے

چونکہ گذشتہ کتابون کی حفاظت کا خدا نے ذمہ نہین لیا اسی لئے حکم ہوا کہ اہل کتاب کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۲) اوسپر جو اوسکو سنے۔ مبارک ہے اوسپر جو اس سے نصیحت پکڑے۔ مبارک
ہے اوسپر جو اپنی ہمت و قلب سے اوسپر متوجہ ہو۔ مبارک ہی اوسپر جو اسکے اوپر ایمان لایا اور جو کچھ اوسمین ہے
اوسکی تصدیق کی پس جو شخص کہ اپنے سرّ یا طن یا قالب یا نفس مین آثار برکت قرآن نہ پاوی تو اوسکو جان لینا چاہئے
کہ وہ خواص کے دائرہ سے دور ہی اور شقی و عوام کے میدان مین پڑا ہی ۱۲ سلہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

نہ سچا اور نہ جھٹلاؤ اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہی تو اوسی کو صبح و شام پڑہنے کا حکم بھی
ہوا ہے یہی سب کا ناسخ اور یہی کافی ہے اسی [ل] لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے توریت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۳ لہ) روایت ہے کہ اہل کتاب توراۃ کو عبرانی زبان مین (جو زبان یہودیونکی ہی)
پڑہتے تھے اور اُسکی تفسیر مسلمانون کے لئے عربی زبان مین کرتے تھے تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ اہل کتاب کو سچا جانو اور نہ اُن کو جھٹلاؤ (یعنے اُن اُمور مین کہ جہان صدق و کذب کا احتمال ہو) بلکہ تم اس طرح
کہو اٰمنّا باللّٰہ وما انزل الینا یعنے ہم اللہ پر اور اُس چیز پر کہ ہماری طرف اُتاری گئی ہے ایمان لائے۔
آخر آیت تک (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۲۰ بخاری سے) [لہ] جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسخہ توریت کا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے
پس عرض کی اے رسول خدا یہ نسخہ توریت کا ہے۔ تو حضرت چپ ہو رہے عمر رضی اللہ عنہ نے پڑہنا شروع کیا اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا تھا۔ پس حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا کہ گم کیجیو تم کو
گم کرنیوالیان۔ کیا تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے تو حضرت عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
چہرہ مبارک کی طرف دیکھا اور یہ کہنے لگے اعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ وغضب رسولہ رضینا باللّٰہ
ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا۔ یعنے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ اللہ کے غضب سے اس کے اور غضب
سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راضی ہین ہم کہ رب ہمارا اللہ ہے اور دین ہمارا اسلام ہے اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہمارے نبی ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ مین جان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اگر موسےٰ تم مین ظاہر ہوتے تو تم اونکی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو البتہ سیدھی راہ سے گمراہ ہوتے
اور اگر موسےٰ زندگی مین میری نبوت کو پاتے تو میری پیروی کرتے (دارمی نے روایت کی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہی کہ حاضر ہوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور مین سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کی کہ ہم یہودیونکی حدیثین سنتے ہین اور اچھی معلوم ہوتی ہین
اگر حکم ہو تو بعض اونمین سے لکھلون فرمایا جیسے یہود و نصارا حیران ہین تم بھی حیران ہوگئے بیشک جو شریعت کہ مین تمھارے پاس لائی ہے
بہت ہی صاف اور روشن ہے اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔ امام احمد و بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی۔ (مشکوٰۃ) ۱۲

بان اورنب بھکان ا

پڑھنے پر نارضی ظاہر فرمائی جب گذشتہ آیتوں میں دلائل توحید و نبوت و آخرت کا بیان
فرمایا اب انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے
بیان فرماتا ہے پہلا قصہ حضرت ابراہیم کا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ
قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا
عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝
وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا
اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ

جذاذا کسائی ساتہ کسر جیم کے ایک لغت ہے یا جمع جذیذ ہے جیسے خفاف جمع خفیف ہے ۱۲

التماثیل جمع تمثال ہے جو جاندار کی صورت کسی چیز سے بنائی جائے۔ مجاہد نے فرمایا کہ تماثیل اصنام ہیں۔ اسکو ابن شیبہ و ابن جریر و ابن منذر وغیرہ نے تخریج کی (در) عاکفون۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج کی کہ قتادہ نے فرمایا کہ عاکفون کے معنی عابدون ہیں (در) جذاذا۔ ابن عباس نے فرمایا حطاما۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور ایک روایت میں فتاتا (در) گویہ لفظ مفرد ہے لیکن واحد و جمع میں برابر مستعمل ہوتا ہے جذہ کسرہ و قطعہ و بابہ رد والجذاد بضم الجیم وکسرها ما کسر منه۔ وعطاء غیر مجذ وذای غیر مقطوع والجذاذات القراضات (مختار) جعلهم اور لهم کی ضمیر عقلا کی باعتبار زعم مشرکین کے اصنام کی جانب پھرتی ہے۔ الیه۔ مرجع اس ضمیر کا ابراہیم علیہ السلام ہے کیونکہ ان بتوں کی عداوت میں آپ مشہور تھے تو پھر اس تقریر سے کہ تمھارے بڑے بت نے یہ کام کیا کہ کر غالب آ جائیں یا مرجع کبیر ہے

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ

لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ

فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ

يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ

وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا

فَسَلُوْهُمْ ابن کثیر و کسائی ساتھ فتح سین اور حذف ہمزہ کے اصل صرف سے لکھا ہے سَالَ يَسَالُ کو سَالَ يَسَالُ سَلْ بھی پڑھتے ہیں ۱۲۔
اُفَّ ابن کثیر و ابن عامر ساتھ فتح فا کے۔
اُفٍّ ابو عمرو و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ کسر فا کے یہ سب لغتیں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۵) یا مرجع لفظ اللہ ہے یعنے جب اُن کے معبودون کا عجز اُن کے پاس ثابت ہو جائیگا تو معبود حقیقی کی طرف رجوع کرینگے۔ قتادہ نے کہا کہ شاید اس سے نصیحت لیوین اور آنکھین کھولین (ابن جریر)۔ علٰی ھنا مستعارۃ لتمکن الرؤیۃ وانکشافھا تمکن الراکب علی المرکوب۔ یشھدون۔ شہادت (یعنے گواہی) سے ہے یعنے جس کسی نے دیکھا یا سنا ہو وہ گواہی دیوے یا شہود معنی مین حضور کے ہے یعنے اُن کو ایذا دیتے وقت سب لوگ حاضر رہین نکسوا۔ انقلبوا الی المجادلۃ بعد ما استقاموا بالمراجعۃ۔ شبّہ عودھم الی الباطل بصیرورۃ اسفل الشئ مستعلیا علی اعلاہ۔ نکس الشئ فانتکس قلبہ علی رأسہ و بابہ نصر ونکسہ تنکیسا (مختار) اُفّ اسم فعل معنی مین اتضجّر کے ہوگیا ہے۔ زیادہ تحقیق کے لئے ہمن تفسیر کا حاشیہ صفحہ ۱۱ دیکھو ۱۲ نافلۃ۔ عطیۃ لانہ من نفلہ بمعنی اعطاہ۔ او ولد ولد ۱۲

صٰلِحِیْنَ ۝ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ
الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝ اور بیشک
ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی (یعنے بچپن) سے نیک راہ عطا فرمائی اور ہم انکی (صلاحیت سے)
آگاہ تھے۔ جب انھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا ہین یہ مورتین۔
(یعنے بُت) جنکی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی
کی عبادت کرتے پایا ہے۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ بیشک تم اور تمھارے باپ دادا صریح
گمراہی مین پڑے رہے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو کھیل کر رہا ہے
کہا نہین بلکہ تمھارا پروردگار وہی آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے جس نے انکو
پیدا کیا۔ اور مین (ایک گواہ) اُس کے گواہون مین سے ہون اور (آہستہ سے یہ بھی
کہا کہ) مین بخدا تمھارے بتون سے اس کے بعد کہ تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے ایک چال چلونگا

سلہ ابن شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ ہم نے انکو لڑکپن ہی مین ہدایت دی تھی
(در) سلہ مشرکون کی اس تقلید کو صریح گمراہی اس لئے فرمایا کہ وہ اور اون کے باپ دادا دونون کے لئے کوئی
دلیل نہ تھی۔ بلکہ خواہش نفس کی اتباع اور شیطان کی اطاعت تھی سلہ یہ زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ معلوم ہوا
اسپر ملائکہ اور اکثر مخلوق آلہی شاہد ہے اور مین بھی منجملہ شاہدون کے ہون یعنے اس امر پہ براہن واضح قائم کرسکتا ہون
تمھاری طرح نہین کہ بتون کی عبادت پر صرف تقلید باطل سے حجت لاتے ہو اور وہ خود باطل ہے ۱۲ سلہ
ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر مجاہد سے کہ آپ نے یہ اُسوقت کہا کہ جب قوم نے آپ کو
اپنی عید مین ہمراہ لیجانا چاہا تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین بیمار ہون۔ اور بتون کے خراب کرنے کا

(جب وہ عید منانے گئے تو) پھر ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان کے بڑے (بُت) کو (اس غرض سے) رہنے دیا کہ وہ اسکی طرف رجوع کرین (جب لوگون نے اپنے بتون کو ٹوٹے ہوئے دیکھا تو) بولے کہ یہ ہمارے معبودون کیساتھ کس نے کیا بیشک وہ شخص کوئی ظالم ہے۔ کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر (برائی سے) کرتے سنا ہے جسے ابراہیم علیہ السلام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بولے اسکو لوگون کے روبرو لاؤ تاکہ لوگ گواہی دین[ل] (پھر ابراہیم علیہ السلام کو لائے اور) کہنے لگے اے ابراہیم کیا تو نے یہ (حرکت) ہمارے بتونکے ساتھ کی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے تو اگر یہ بولتے ہین تو ان ہی سے پوچھ دیکھو۔ اسپر لوگ اپنے جی مین سوچے پھر (آپس مین) کہنے لگے کہ لوگو تم ہی ناانصاف ہو (یعنے اپنی جہالت کے مقر ہوگئے)۔ پھر اپنے سرونکے بل (اسی گمراہی مین) اوندھے

ل حاضر رہین (ہماری سزا اُسکو دیتے وقت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۷) ذکر آپ سے ایک شخص نے سُن لیا جو آخر مین سب کے جارہا تھا۔ اُسی نے انکا سراغ دیا۔ اور آپ نے تبر کو جس سے بُت توڑا تھا اُن کے بڑے بت کے سینہ کے پاس لاکر لگادیا (در) قتادہ نے کہا کہ آپنے یہ اسطرح سے کہا کہ وہ نہ سن سکین (ابن جریر) سلہ ابن جریج نے کہا یذکرھم یعیبھم (ابن جریر) سلہ چونکہ یہ بات ظاہر تھی کہ پتھر دن کی مورتین بول نہین سکتین اس لئے بطور استہزا آپ نے کہا۔ جیسے کوئی خوشنویس نہایت عمدہ قطعہ لکھے اور کوئی جاہل پوچھنے لگے کہ کیون یہ آپ نے ہی لکھا ہے تو وہ اُسکا جواب دے کہ جی نہین جناب آپ نے ہی لکھا ہوگا اس سے مطلب تو یہی ہے کہ مین نے لکھا ہے۔ اور اس بیان سے یہ مقصود تھا کہ وہ لوگ خود اپنے ذہن سے سمجھ لین کہ ایسی مورتین جو پٹین اور پیٹنے والیکو نہ بتا سکین وہ کب پرستش کے قابل ہین۔ اور جو حدیث مین آیا کہ ابراہیم نے تین باتین جھوٹ کہین۔ تو معاریض (یعنی جس سے ظاہر مقصود نہو اور بطور ایہام ذکر کیا ہو) کا نام کذب رکھنا اس لئے ہے کہ دونون باہم صورت مین مشابہ ہین۔ ورنہ معصوم نبی خلیل الہی سے حقیقی کذب متصور نہین۔ ۱۲

کیے گئے (یعنے بعد قائل ہونے کے پھر جھگڑنے کو تیار ہو کر کہنے لگے) کہ تم کو معلوم ہے کہ

یہ بت بولا نہین کرتے۔ (ابراہیم نے) کہا کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزون کو پوجتے

ہو کہ جو نہ تمھین کچھ نفع دے سکے اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور اُن پر جسکو تم اللہ

کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تم (اپنی بری بات بھی) نہین سمجھتے۔ (جب حجت سے عاجز

آئے تو ضرر پہونچانیکو تیار ہوے) کہنے لگے کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو ابراہیم کو جلا دو

اور اپنے معبودون کی مدد کرو (پھر انھون نے آگ سلگا کر ابراہیم علیہ السلام کو اُس مین ڈالا۔)

تو ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔ اور لوگون نے ابراہیم سے

فریب کرنا چاہا تو ہم نے انھین کو زیان کار بنایا۔ اور ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو اُس

زمین (شام) کی طرف بچا نکالا کہ جس مین ہم نے جہان کے لئے برکت رکھی ہے اور

لہ والمعنے ان کنتم فاعلین فعلا ما فافعلوا ۱۲ المنصر ۱۲ سلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو زمین کے ہر ایک جانور نے ابراہیم سے آگ بجھائی سوا وزغ یعنے چھپکلی کے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ سلگا تی تھی۔ آپ نے اُسکی قتل کا حکم دیا تھا اس کو امام احمد وطبرانی وابویعلے نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے (در) اور مینڈک اس آگ کو بجھاتا تھا اس لئے اُس کے قتل سے منع فرمایا ‘‘ اسکو عبدالرزاق نے مصنف مین (در) صحاح مین ہے کہ جس نے اسکو پہلے ضرب مین مارا تو اُسکے لئے تیس نیکیان ہین اور دوسری مین بیس اور تیسری مین دس ‘‘ فقیر کہتا ہے کہ شاید گرگٹ اور سام ابرص بھی اسی کی قسم سے ہے سلہ پھر اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت وبرکت وہجرت کا حال بیان فرمایا لکہ ابی بن کعب وحسن بصری وقتادہ وابوقلابہ وابن جریج وابو العالیہ

ت مین افسوس کرتا ہون

پوتا

ہم نے اُن کو اسحٰق بخشا اور یعقوب انعام مین دیا۔ اور سب کو (یعنے چارون کو) نیکبخت بنایا۔ اور ہم نے اُن کو پیشوا کیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ اور ہم نے اُنکی جانب نیک کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ **روایت** ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے لئے بہت سے گٹھے لکڑیون کے جمع کئے۔ اور اُسکو سب طرف سے آگ لگا کر پھونکا تو اُسکا شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ اگر اوپر سے چڑیا اُڑتی جاتی تو اُسکی شدتِ حرارت اور لپٹ سے جلکر گر پڑتی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالنے کے لئے ایک بلند مکان پر لیگئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ اُسوقت آسمان و زمین پہاڑ اور فرشتے چلّائے اور اسطرح فریاد کی رَبَّنَا اِبْرَاهِيْمُ يُحْرَقُ فِيْكَ یعنی ہماری رب تیرے لیئے ابراہیم جلائے جا رہے ہین۔ حکم ہوا مین اُن کے حال سے خوب واقف ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۹) وابن زید ان سبھون نے کہا کہ وہ ارضِ شام ہے (ابن جریر) ابن اسحٰق نے لکھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہان سے ہجرت کرکے سوئے رب چلے اور لوط علیہ السلام (جو آپکے بھتیجے ہین) انھین کے ہمراہ آپ نے بھی ہجرت کی اور آپ نے اپنی چچیری بہن بی بی سارہ سے نکاح کرکے اُنکو بھی ہمراہ لے لیا تا آپ دین کو بچائین۔ اور جہان امن ملے وہان اپنے رب کی عبادت کرتے بیٹھ رہین پھر آپ مصر مین آئے پھر مصر سے شام کی طرف روانہ ہوئے (ابن جریر) **ابو جعفر طبری** یعنے ابن جریر فرماتے ہین کہ سب اہلِ علم متفق ہین کہ حضرت ابراہیم کی ہجرت عراق سے شام کی جانب ہوی۔ اور زمانۂ زندگی مین وہین مقام رہا۔ گو کہ مکہ معظمہ کو بھی آپ آئے اور کعبہ بنایا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی مان ہاجر کو وہان رکھا۔ لیکن آپ وہان مقیم نہ ہوے اور نہ اُسکو وطن بنایا سلہ سدّی نے فرمایا (ابن جریر) ۱۲

اگر تم کو پکارتے ہین تو تم اُن کی مدد کرو - ابراہیم علیہ السلام نے اوسوقت یہ فرمایا کہ الٰہی تو آسمان
مین اکیلا ہے اور مین زمین مین اکیلا ہون کہ میرے سوائے کوئی تیری عبادت نہین
کرتا ہی حَسۡبِیَ اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل[1] جسوقت آپ کو باندہکر آگ مین ڈالنے لگے جبریل
علیہ السلام نے بھی آکر عرض کی اَلَکَ حَاجَۃٌ یہ کیا کوئی آپکو حاجت ہی - تو آپ نے
جواب مین فرمایا اَمَّا اِلَیۡکَ فَلَا یعنے تم سے تو کوئی حاجت نہین "حضرت غوثِ
اعظم فرماتے ہین کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اچھا اُسی مالک سے کہو تو آپ نے جواب دیا
عِلۡمُہٗ بِحَالِیۡ یُغۡنِیۡنِیۡ عَنۡ سُؤَالِیۡ یعنے وہ میرے حال سے اسطرح آگاہ ہی کہ مجھے
سوال کرنے سے بھی مستغنی وبے پروا کر دیا "پھر گوپھن مین آپ کو رکھکر باندہا) اور
آگ مین ڈالا - حکم ہوا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا - ابن عباس
فرماتے ہین کہ اگر بَرۡدً کے ہمراہ سلام نہ ہوتا تو آگ ایسی ٹھنڈی ہو جاتی کہ سردی
کی شدت سے ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہو جاتا پھر وہ آگ کیا بجھی کہ تمام روے زمین کی
آگ اُس دن بجھ گئی - پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس سے نکال کر بادشاہ (نمرود) کے پاس
لے گئے جو یہ پہلا ہی جانا تھا[2] "معجزہ - ابوالاسود عنسی کذاب نے جب دعوے

[1] ابن جریر ۱۲ [2] ابن عساکر از طریق اسمٰعیل بن عیاش سے اور بھی ایک طریق ابی بشر سے
اور ابن وہب سے لیکن اُس سے مختصر (خصائص کبرےٰ جلد دوم صفحہ ۹۷ مطبوعہ
حیدر آباد دکن)

انجمن

نبوت کا کیا تو حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اور کہا کہ تو گواہی دیتا ہے
کہ مین رسول اللہ ہون۔ آپ نے فرمایا کہ مین نہین سنتا یعنے مین نہین گواہی دیتا ہون
تو ابوالاسود نے کہا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ رسول اللہ ہین۔ آپ نے فرمایا کہ ہان
پس اُس نے حکم دیا کہ آگ بہت سی سلگائی جاے پس جلائی گئی اور اُسمین ابو مسلم
رضی اللہ عنہ ڈالدے گئے۔ پھر اُسکو خبر دی گئی کہ وہ تو اُس مین کھڑے نماز پڑھتے
ہین۔ وہ خوفناک ہو گیا اور آگ آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی کی گئی۔ پھر ابو مسلم رضی اللہ
عنہ بعد وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ مین آئے۔ اور ابوبکر رضی اللہ
عنہ خلیفہ تھے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اُن کے پہلو مین بیٹھے تھے۔ جب ابو مسلم رضی اللہ عنہ
مسجد مین داخل ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ مرحبا کہتے ہوئے انکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اپنے درمیان
بٹھا لیا اور کہا کہ الحمد للہ کہ جسنے مجھے موت نہین دی یہانتک کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین سے ایسا شخص
دکھلا دیا جسکے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا **معجزہ** عباد بن عبدالصمد فرماتے
ہین کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپنے فرمایا ای لڑکی دسترخوان لا کہ کھانا کھائین ہم۔ وہ لائی پھر آپنے
فرمایا رومال لا۔ وہ میلا رومال لائی فرمایا تنور مین ڈال دے اُسنے ڈالی اور سفید ہو کر نکلا۔ ہمنے پوچھا
کیا؟ فرمایا یہ وہ رومال ہے کہ جس سے رسول اللہ ﷺ اپنا روئے مبارک پوچھا تھا جب یہ میلا ہو جاتا
ہے ہم اسی طرح کرتے ہین کیونکہ جو شے انبیا کی منہ کو چھو لیتی ہے پھر اُسکو آگ نہین کھاتی"

سلہ ابو نعیم نے تخریج کی (خصائص کبرے جلد دوم صفحہ ۸۰) ۱۲

چنانچہ حضرت مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں ۔ ؎

از انس فرزندِ مالک آمدہ است — کہ بمہمانئ او شخصے شدہ است
او حکایت کرد کز بعدِ طعام — دید انس دستارخوان را زرد فام
چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ — اندر افگن در تنورش یکدمہ
در تنورِ پُر ز آتش درفگند — آن زمان دستارخوان را ہوشمند
جملہ مہمانان دران حیرہ شدند — انتظارِ دود و کندوے بدند
بعدِ یک ساعت برآورد از تنور — پاک و اسفید و ازان اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابیِ عزیز — چون نسوزید و منقّی گشت نیز
گفت ازانکہ مصطفٰے صلعم دست و دہان — بس بمالید اندرین دستارخوان
اے دلِ ترسندہ از نار و عذاب — با چنان دست و لبے کن اقتراب
چون جمادے را چنین تشریف داد — جانِ عاشق را چہا خواہد کشاد
مر کلوخِ کعبہ را چون قبلہ کرد — خاکِ مردان باش اے جان در نبرد
او شفیع است این جہان و آن جہان — اینجہان تا دین و آنجا تا جنان

پھر اللہ تعالٰے نے اپنے خلیل علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور پیغمبری سے سرفراز ہونیوالے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کا تیسرا قصہ بیان فرمایا۔ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ

لوطاً۔ آتینا محذوف کا مفعول ہے جس کی تفسیر آتینا مذکور ہے اور اسی طرح نوحاً۔ داؤد۔ سلیمٰن ہے یا اذکر فعل مقدر ہے

كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ۙ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ
الصّٰلِحِیْنَ ۠ اور ہم نے لوط کو حکمت اور علم دیا اور اون کو اوس بستی سے جو ناپاک کام کیا
کرتے تھے نجات دی۔ بے شک وہ لوگ برے (اور) بدکردار تھے۔ اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت
مین لے لیا۔ بیشک وہ نیک بندون مین سے تھے۔ **چوتھا قصہ حضرت نوح کا اونکی**
فضیلت کے سیاق مین بیان فرمایا وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَ
اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۚ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا
قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۠ اور نوح (کا واقعہ یاد کرو) جب انھون نے پکارا (ان
گذشتہ انبیا سے پہلے تو ہم نے اونکی سن لی پس ہم نے اونکو اور اونکے لوگونکو (یعنی مومنین
کو) بڑی گھبراہٹ (یعنے غرق) سے نجات دی۔ اور ہم نے اون کی اُن لوگونپر جو ہماری
آیتین جھٹلاتے تھے مدد کی بے شک وہ بدلوگ تھے تو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٥٣) مفعول کہا جائے۔ حُكْمًا۔ نبوت یا جھگڑا کرنیوالون مین فیصلہ کرنا عِلْمًا۔ امر دین کا علم
الْقَرْیَة۔ اسکا نام سدوم ہے جسکی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔ ناپاک کام یعنے لواطت و اغلام
اور راہ چلنے والون کو کنکر مارنا اور کبوتر وغیرہ پرندا اڑانا اور لڑانا۔ چونکہ ایسی قوم مین زندگی کرنا عذاب و تکلیف ہے یا یہ
کہ ان افعال سے وہ قوم عذاب کی مستحق ہوگی اس لئے اللہ تعالے نے جب ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا
آپ کو وہان سے نکال کر شام کی طرف لیگیا قَبْلُ۔ ان مذکورین انبیا علیہم السلام سے پہلے (ابن جریر) اَهْلَهٗ
وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے الْكَرْب۔ شدتِ غم کو کہتے ہین اسی سے ہے کربنی ھذا الامر یکربنی کربا
(ابن جریر) کربہ الغمّ ای اشتد علیہ من باب نصر (مختار) یہان کرب سے مراد غرق ہے ١٢

قصہ نوح علیہ السلام آ ۷۶ تا ۷۷

پانچواں قصہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے داود و سلیمان علیہما السلام کا بیان فرمایا وَدَاوٗدَ وَسُلَیۡمٰنَ اِذۡ یَحۡکُمٰنِ فِی الۡحَرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِیۡہِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ ۚ وَکُنَّا لِحُکۡمِہِمۡ شٰہِدِیۡنَ ۝ فَفَہَّمۡنٰہَا سُلَیۡمٰنَ ۚ وَکُلًّا اٰتَیۡنَا حُکۡمًا وَّعِلۡمًا ۫ وَّسَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَالطَّیۡرَ ؕ وَکُنَّا فٰعِلِیۡنَ ۝ وَعَلَّمۡنٰہُ صَنۡعَۃَ لَبُوۡسٍ لَّکُمۡ لِتُحۡصِنَکُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِکُمۡ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ شٰکِرُوۡنَ ۝ وَلِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ وَکُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ ۝ وَمِنَ الشَّیٰطِیۡنِ مَنۡ یَّغُوۡصُوۡنَ لَہٗ وَیَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِکَ ۚ وَکُنَّا لَہُمۡ حٰفِظِیۡنَ ۝ۙ۸۲ اور داود و سلیمن علیہما السلام کو (یاد کرو) جب دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ

نَفَشَتۡ ۔ نفشت الابلُ والغنم ای رعت لیلا بلا راع من باب جلس۔ والھمل یکون لیلا و نھارًا (مختار) لِحُکۡمِہِمۡ۔ اوالحکم ھنا بمعنی القضیۃ ولیس مصدرًا (خفاجی) فَفَہَّمۡنٰہَا۔ ضمیر حکومت یا فتوے کی طرف راجع ہے جو دونوں سیاق سے مفہوم ہوتے ہیں وَالطَّیۡرَ جبال پر عطف ہے یا مفعول ہے لَبُوۡس۔ عرب کے پاس تو ہر طرح کے ہتیار اور سلاح ہیں خواہ زرہ یا جوشن یا تلوار و نیزہ لیکن اہل تاویل کہتے ہیں یہاں زرہ مراد ہے (ابن جریر) لَکُمۡ۔ علم کے متعلق یا صفت لبوس ہے لِتُحۡصِنَکُمۡ۔ لبوس سے بدل بدل اشتمال باعادہ جار ہے اور ضمیر کا مرجع صنعت یا لبوس بتاویل درع ہے کیونکہ درع مؤنث سماعی ہے بَاۡسِکُمۡ۔ باس حرب اور لڑائی ہے عَاصِفَۃً یعنے سخت جھونکے والی اور ایک جا سے رُخَآءً یعنے نرم فرمایا - تو بعض نے کہا کہ آپ کے حکم سے کبھی نرم اور کبھی تیز ہو جاتی تھی - اور بعض نے کہا وہ خود نرم و پاکیزہ تھی - لیکن جب آپ کے تخت کو دور لیجانا ہوتا تو تیز ہو کر تھوڑے عرصہ میں بہت دور لیجاتی تھی" وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھتے تھے - اور اس کے گرد لکڑی کے تختے تھے - اُسپر گھوڑے اور لوگ اور لڑائی کا سامان رکھ لیتے پھر ہوا کو حکم فرماتے وہ اُن کو اُٹھا کر جدہر چاہتے تھے لے جاتی تھی اور جہاں چاہتے وہاں اُترتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

قصہ داود و سلیمن علیہما السلام

لِیُحۡصِنَکُمۡ نافع و ابن کثیر و ابوعمرو حمزہ و کسائی سات یاء غیب کے - ضمیر کا مرجع لبوس ہے -

لِنُحۡصِنَکُمۡ شعبہ سات نون تکلم کے تینوں قرات نون کے مطالب متقارب ہیں - کیونکہ صنعت و لبوس ایک ہی ہے - اور اللہ تعالیٰ خود بچائے یا اُس زرہ کو بچاؤ کا سبب کرے ۱۲

کرنے لگے جب شب کے وقت کچھ لوگونکی بکریان اُسمین چرگیین اور اُنکا فیصلہ ہمارے روبرو
تھا۔ پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہر ایک کو ہم نے حکم (یعنے پیغمبری) اور علم دیا تھا
اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑون کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندون کو
بھی۔ اور ہم کرنیوالے ہین۔ اور ہم نے داؤد کو تمھارے ایک لباس (یعنے ذرہ) کا بنانا سکھا
تا کہ تم کو تمھاری لڑائی کے (ضرر سے) بچائے۔ تو کیا تم شکر کرنے والے ہو۔ اور ہمنے سلیمان
کے لئے سخت ہوا کو تابع کر دیا کہ اُن کے حکم سے اُس زمین (شام) کی طرف چلا کرتی تھی کہ
جس مین ہم نے برکت دی ہے۔ اور ہمکو ہر چیز کا علم ہے۔ اور شیطین بھی تابع کئے جو انکے
لئے (دریا مین) موتی وغیرہ نکالنے کے لئے غوطے لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا
کرتے تھے۔ (جیسے عمارت اور سنگ تراشی) اور ہم ہی شیاطین کے نگران تھے (کہ کہین نافرمانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۵) فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً یعنے ہوا نرمی سے اُن کے حکم کے ساتھ
چلتی تھی اور فرمایا غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنے ایک مہینہ کی راہ اول دوپہر مین اور ایک ماہ کی
راہ آخر دوپہر مین جاتی تھی الخ (ابن جریر) سلہ یعنے ہماری ہی قدرت سے پہاڑون اور پرندونکی تسبیح و
تسخیر تھی۔ اس مین کسی کو شک کرنا نچاہئے کیونکہ ہم اپنی قدرت سے انبیا کو معجزے عنایت فرماتے ہین۔
سلہ قتادہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے زرہین پترون کی ہوتی تھین داؤد علیہ السلام اول شخص
ہین جنھون نے زرہ کو حلقہ اور کڑیون کے ساتھ بنایا ہے ؏ اسکی تخریج عبدالرزاق و عبد بن
حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے کی (در) چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ یعنے
اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا۔ ۱۲

کرکے بھاگ نہ جائین) ابن مسعود[1] رضی اللہ عنہ سے اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ کے متعلق روایت ہے
کہ یہ حرث[2] انگور کا باغ تھا جسکو خوشے لگے تھے۔ بکریون نے اُسکو رات مین چر لیا تو داؤد
علیہ السلام نے حکم[3] دیا کہ جسکا باغ ہے وہ بکریان لے لے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ

---

[1] ابن جریر و ابن مردویہ و حاکم۔ اور بیہقی اپنی سنن مین (در) [2] محمد بن جریر فرماتے ہین کہ حرث سے زمین کی رویدگی مراد ہے۔ خواہ وہ کھیتی ہو یا جھاڑ ہون مترجم کہتا ہے کہ تطبیق روایتون کے لئے ہو سکتا ہے کہ دونون بھی ہون کیونکہ قتادہ فرماتے ہین کہ وہ زراعت تھی۔ [3] جائز ہے کہ یہ حکم بوحی ہو یا باجتہاد جو لوگ کہ انبیاء کے لئے اجتہاد ثابت نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ اُن کے سب احکام وحی سے ہین اور یہ اختلاف اصول مین مشہور ہے۔ اور یہان آیت مین مجاہد سے روایت ہے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ حکم تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ صلح تھا۔ اور اَلصُّلْحُ خَیْرٌ کے حکم سے یہ صلح بہتر تھی لہذا داؤد علیہ السلام نے اسکو اختیار کرکے فیصلہ کیا مسئلہ سراج مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پاس اسطرح ہے کہ اگر جانورون کے ہمراہ کوئی ہانکنے والا یا آگے سے ہاتھ وغیرہ سے لے چلنے والا ہو اور جانور نے زراعت خراب کردی تو ضمان واجب ہوگی۔ اور وہ بقدر نقصان ہے اور اگر کوئی آدمی ساتھ نہ ہو تو رات ہو یا دن ہو کچھ ضمان نہین کیونکہ ان جانورونکا فعل ہدر ہے بدلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جرح العجماء جبار یعنے چارپاؤنکی جراحت یعنے زخم لگانا رایگان ہے (یعنے قصاص و جرمانہ نہین) اسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کی اور امام شافعی کے پاس اگر رات مین ایسا ہو تو ضمان واجب ہوگی۔ اور اگر دن مین ہو تو واجب نہین بدلیل حدیث حرام بن محیصہ کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک باغ مین داخل ہوی اور وہان اُسنے کچھ بگاڑا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ باغ والون پر دن مین اپنے باغ کی حفاظت واجب ہے اور رات مین جو جانور بگاڑین اُسکی ضمان جانورون کے مالک پر ہے۔ اسکو امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کی مترجم کہتا ہے کہ حنبلی مذہب مین بھی مثل شافعی مذہب کے ہے لیکن دن مین ضمان وقت

اے نبی اللہ کیا اسکے سوا بھی حکم ہو سکتا ہے۔ تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا
کہ انگور کا باغ بکریوں والے کے سپرد کردیجئے کہ وہ اُس مین مشقت کرے یہانتک کہ جیسا تھا ویسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۷) واجب نہین جب اون جانورون کے ہمراہ کوئی نہ ہو اور جو ہو تو ضمان لازم ہوگی۔ اور پھر جو دن کو ضمان نہین یہ بھی ایسی جگہون مین جہان چراگاہ ہون۔ اور آبادبستیون مین جو چراگاہ نہین تواُسوقت جانور کو بے نگہبان کے چھوڑنا نہ چاہیئے اور جو چھوڑے تو ضمان لازم آئیگی کیونکہ اس مین اُسکا قصور ہے۔ اور چراگاہ مین دن کو اس لئے معاف کیا گیا ہے کہ جانورون کے مالکون کی عادت ہے کہ دن کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہین۔ اور رات کو حفاظت کرتے ہین۔ اور باغ والونکی عادت ہے کہ دن کو باغکی حفاظت کرتے ہین تو جو رات کو خراب کردین تو جانورون کے مالکون پر ضمان لازم ہے (کشاف القناع عن متن الاقناع) تنبیہ آجکل اس کے خلاف بعضے لوگ دن کو جانورون کو پکڑکے بائمالی وصول کرتے ہین جو بالکل مذاہب ثلاثہ کے خلاف ہے خدا ہم سب کو ہدایت دے (فائدہ) انبیاء علیہم السلام سب کے سب معصوم ہین۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اس قصہ مین سلیمان علیہ السلام کی ثنا کی۔ اور داؤد علیہ السلام پر کچھ اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا وَکُلًّا آتَیْنَا حُکْمًا وَّ عِلْمًا یعنے ہرایک کو ہم نے حکم اور علم دیا تھا۔ اور جو ماسوا انبیاء علیہم السلام کے ہین تو اُن سے البتہ خطا ہوتی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکم کرنے والے نے اجتہاد کیا اور وہ ٹھیک پڑا تو اُس کے لئے دو اجر ہین اور جب اُس نے اجتہاد کیا اور چوک ہوگئی تو اُسکے واسطے ایک اجر ہے۔ سراج مین کہا کہ ہر مجتہد مصیب ہے یا مصیب فقط ایک غیر معین ہے۔ ان دونون قول مین سے دوسرا قول ٹھیرا ہے۔ کیونکہ حدیث عمرو بن العاص مین مجتہدون کی تقسیم ہے۔ ایک مصیب اور ایک مخطی پس اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو اس تقسیم کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ اور یہ جو حدیث مین فرمایا کہ حاکم نے اجتہاد کیا پس خطا کی تو اُسکے واسطے ایک اجر اسکے یہ معنی نہین کہ اُسکو خطا کے اوپر ثواب ملیگا۔ بلکہ اُسنے حق ڈھونڈنے کے لئے جو کوشش کی ہے اُسکو اس کوشش پر ایک ثواب ہے کیونکہ یہ کوشش عبادت ہے۔ اور چوک جانا

مجتہد مصیب اور مخطی ہو سکتا ہے

ہو جائے۔ اور بکریان باغ والے کو دیجے کہ وہ اس سے نفع اٹھائے۔ پھر جب انگور کا باغ جیسا
تھا ویسا ہو جائے تو باغ والیکو باغ اور بکریان والیکو بکریان سپرد کر دیجے۔ اسی لئے فرمایا
فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ پھر داود علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ
تم نے جو حکم کیا وہ برابر ہے" **پانچوان قصہ** حضرت ایوب علیہ السلام کا ہے۔ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى
رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ
وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ اور (اے پیغمبر)
ایوب کو (یاد کرو) جب انھون نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے ایذا پہونچی ہے۔ اور تو سب
رحم کرنیوالون سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ تو ہم نے اُنکی (دُعا) سُن لی۔ اور جو دُکھ اُنکو تھا
اُسکو دور کر دیا اور اُنکو اُن کے گھر والے اور اُن کے ساتھ اُتنے ہی اور عنایت فرمائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٥٨) بے اختیاری ہے۔ اسکا اسپر گناہ نہین ١٢ مترجم کہتا ہے کہ اجتہاد کے بھی شرایط ہین بڑے بڑے عالمون نے سوائے تقلید کے دم نہ مارا۔ آجکل بے دینی کا زور ہے۔ غیر مقلدون نے مذہب کی پابندی چھوڑی۔ نیچرون نے جو اُن کے بڑے بھائی ہین دین سے ہی ہات دہویا۔ ہر ایک آیت کے معنی اپنے دل سے تراشنے لگے۔ میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ غیر مقلدی نیچری کی سیڑہی ہے ١٢ لہ ابن عباس سے (ابن جریر) لہ آپنے وصف رحمت ذکر کیا اور اپنا سوال ظاہر نہ کیا۔ اسمین یہ نکتہ ہے کہ اپنی عاجزی ظاہر کی اور یہ دعوے نہ کیا کہ مین قابل رحم ہون لیکن صریح دعوے کیا کہ تو ارحم الراحمین ہے تو گویا یہ التجا کی کہ مین اگرچہ قابل ترحم نہون تو بھی تیرے ارحم الراحمین ہونے سے امید ہے کہ تو مجھے رحمت کا محل بنا دے اور اسکے قابل کرے اور اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ بندہ صالح ہر حال مین اپنے نفس کو متہم رکھے کہ وہ اس قابل نہین ہے اور حق عز و جل تو تمام کمال صفات سے موصوف ہے اُسکی بارگاہ الٰہی مین کچھ کمی نہین ہے ١٢ لہ عکرمہ نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام

(یہ جو ہم نے ان کے ساتھ کیا محض) ہماری مہربانی تھی۔ اور یادگار عبادت کرنیوالون کیلئے۔ تا اس واقعہ مین غور وفکر کرین اور سمجھین کہ اللہ تعالے اپنے دوستون کو بھی قسم قسم کی بلاؤن مین مبتلا فرماتا ہے۔ جان و اہل مین ہر طرح کی تکلیف پہونچتی ہے لیکن یہ ایذائین کچھ انکی رسوائی وفضیحت کے لئے نہین ہوتی ہین بلکہ ان بلاؤن پر صبر کرنے سے اللہ تعالے بلند مقامات عنایت فرماتا ہے۔ اور انکا سچا پن اور حُسنِ یقین ظاہر ہو جاتا ہے۔ یزید بن میسرہ نے فرمایا "کہ جب اللہ تعالے نے اپنے بندے ایوبؑ[1] کو مبتلائے بلا کیا اور اہل و اولاد واموال سب ہلاک وتلف ہو گئے۔ اور کوئی چیز قابل ذکر باقی نہین رہی (حتے کہ جسم شریف[2] مین بھی کیڑے پڑ گئے۔ سوائے پٹھے اور ہڈیون کے گوشت بالکل نہ رہا۔ اور نوبت یہانتک پہونچی کہ پاس بیٹھنے والون نے نفرت کی اور بدبو کی وجہ سے شہر والون نے باہر کیا تو آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۹) کہا گیا کہ تمھارے لئے تمھاری اہل آخرت مین ہین۔ پس اگر چاہو تو دنیا ہی مین تمکو جلدی سے مل جاتے ہین۔ اور اگر چاہو تو وہ آخرت مین ملین گے اور انھین کے جیسے دوسرے دنیا مین دیتے ہین۔ تو عرض کی "کہ وہ آخرت ہی مین مجھے ملین" اور انھین کے جیسے اور دنیا مین بھی دئے گئے"، ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ "وہی اہل پلٹا دئے گئے"، مجاہد و حسن بصری کہتے ہین "اللہ تعالے نے انھین اہل کو زندہ فرمایا اور اتنے ہی اور دیا" اور ایک روایت حسن بصری سے ہے کہ اتنے ہی اُنکے ساتھ کی یعنے اُنکی نسل سے (ابن جریر) [1] ابن ابی حاتم و ابو نعیم و ابن عساکر (در)۔
[2] تفسیر ابن جریر و تفسیر دُرِّ منثور مین مختلف روایتون سے اس عبارت کا ماخذمع اسناد موجود ہے۔ اگر خدا چاہے تو سورۂ صاد مین بھی آپ کا قصہ بیان ہو گا۔ ۱۲

یک گھوڑے پر سات سال یا اُس سے بھی زیادہ رہے۔ سوائے آپکی بی بی کے اور کوئی پ پر شفقت اور آپکی خدمت نہ کرتا۔ وہ بیچاری محنت مزدوری کرکے آپکے کھانے وغیرہ کا سامان کرتین) اُسوقت بھی آپ شاکر رہے اور عرض کی اے رب عزّوجل تو سب کا رب ہے مین تیری حمد کرتا ہون تونے مجھپر احسان کیا تھا کہ اولاد و اموال دیئے تھے لیکن میرے قلب مین کوئی رگ باقی نہ تھی جس مین ان چیزونکا دخل ہو۔ پس تونے مجھسے یہ سب لے لیا۔ اور میرے دل کو اس سے فارغ کردیا۔ اب میرے اور تیرے درمیان مین کوئی چیز حائل نہین ہے۔ اگر میرا دشمن ابلیس تیرے کرم کو جو تونے مجھپر کیا ہے جانے تو مجھ پر حسد کرے۔ راوی کہتے ہین کہ اس بات سے ابلیس کو سخت ناگواری حاصل ہوی" پھر جب دعا کا وقت آیا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرماکر اس بلا سے نجات دی اور بہت بڑا ثواب عطا فرمایا۔ اُنکی بہت تعریف کی اور اُنکو اُن کے اہل و عیال اور اُتنے ہی عنایت فرمائے۔ اور اموال بہت دیئے چنانچہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حال مین کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے کہ سونے کے ٹڈے اُنپر گرے تو آپ نے اُنکو اپنے کپڑے مین جمع کرنا شروع کیا۔ اُسوقت پروردگار نے ندا فرمائی کہ اے ایوب علیہ السلام کیا مین نے تجھے اس چیز سے غنی نہین کردیا جو تو دیکھتا ہے۔ عرض کی کہ کیون نہین اے رب (یعنے تونے

لہ امام احمد و بخاری و بیہقی اسماء و صفات مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (در)

مجھے بالکل اسی سے غنی اور بے پروا کر دیا ہے) وَلٰكِنْ لَا غِنٰى لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ یعنے لیکن مجھے
تیری برکت سے بے پروائی نہین۔ فقیر کہتا ہے کہ جب تک دلی تعلق اپنے محبوب سے قوی رہتا
ہے تکلیف کا اثر معلوم نہین ہوتا۔ بلکہ اُس ظاہری تکلیف مین ایک باطنی لذت ملتی ہے جو
اُس ظاہری تکلیف پر غالب آجاتی ہے۔ پھر تو آتشِ عشق اس طرح بھڑکتی ہے اور چاہتی
ہے کہ جسقدر تکلیف ظاہری ہو اچھا ہے تا مجھے باطنی لذت مین زیادہ مزا ملے۔ جب محبوب
حقیقی اُس بندے کے سچے شوق وطلب کو ملاحظہ فرماتا ہے تو اسوقت صاف ظاہر ہو جاتا
ہے کہ اس سالک کو کوئی شے اُسکی جناب سے حجاب ومانع نہین صحت مین جو رنگ تھا وہی
بیماری مین ہے تونگری مین جو تھا وہی فقیری مین ہے۔ تو کبھی حکم سے سکوت اختیار کرتا ہے اور
کبھی حکم سے دعا۔ اگر دعا کرے تو ساتھ ہی قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ چیزین پہلے اُسکی جناب سے
مانع وقاطع ہوتی تھین تو ایسی دعاؤنکا اس بندہ کے لئے پورا نہ ہونا ہی ایک مصلحت پر مبنی
تھا کہ تا طالبِ دعا اپنی دعا کے قبول ہونے پر اپنے مطلوبِ حقیقی سے دور نہو جائے۔ اشیا طلبی
سے خالقِ اشیا سے علاقہ نہ ٹوٹ جائے۔ اور اب وہ بات نہ رہی۔ تو پھر قبولیت دعا مین کیون
تاخیر ہونے لگی۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو غور سے دیکھا جاوے تو اس بیان کا
پتا لگتا ہے۔ پھر بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے حالات تو ہماری عقلون سے پرے ہین۔

لہ معنی یہ ہین کہ مجھے اس سونے کے ٹڈون کی خواہش نہین۔ ولیکن اسکے اندر تیری برکت کا ظہور ہے مجھے اُس برکت
کی حرص ہے کہ جس قدر زیادہ ملے کم ہے۔ ۱۲

چھٹا قصہ حضرت اسمعیل و ادریس و ذو الکفل علیہم السلام کا جسکی طرف مجملاً اشارہ فرمایا وَاِسْمٰعِیْلَ

وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ

اور اے پیغمبر اسمعیل و ادریس و ذوالکفل کو (یاد کرو یہ) سب صابر ہین - اور ہم نے ان سکو

اپنی رحمت مین لے لیا - یہ سب نیک بخت ہین اکثر لوگ کہتے ہین کہ ذوالکفل نبی ہین اور بعضون

نے کہا کہ نیک بخت بادشاہ ہین - **ساتھوان قصہ** حضرت یونس علیہ السلام کا وَذَا النُّوْنِ

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

نُجّی - ابن عامر و شعبہ ساتھ حذف نون ثانی اور تشدید جیم جسطرح نظا ھر و ڈ میں ایک نا محذوف ہے (فائدہ) امام یعنے مصحف عثمانی مین لفظ نجی ایک نون سے لکھا ہوا ہے

له ذوالکفل علیہ السلام بظاہر سیاق قرآنی پیغمبر ہین اور نبیون کے ساتھ ان کا ذکر ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ نبی ہین لیکن ابن جریر کو توقف ہے - ابن کثیر کہتے ہین کہ فالظاہر من السیاق انه ما قرن مع الانبیاء الا وھو نبی و قال اٰخرون انما کان رجلا صالحا الخ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے باسناد خود مجاہد سے روایت کی کہ الیسع علیہ السلام نے ذوالکفل کو ان شروط سے خلیفہ کیا (۱) دن کو روزہ رکھنا (۲) شب بیداری کرنا (۳) غصہ نہونا - آپنے شروط کو پورا کیا رات دن مین سوتے نہ تھے صرف دوپہر کو قیلولہ کرتے - شیطان ایک بوڑھے فقیر کی شکل مین عین قیلولہ کے وقت آپ پاس آیا اور دروازہ مارا - آپ نے اٹھکر دروازہ کہولدیا - اُسنے اپنا مظلوم ہونا اس طول بیانی سے بیان کیا کہ قیلولہ کا وقت گذر گیا آپ نے سہ پہر کو دربار مین آنے کے لئے کہا - لیکن وہ اسوقت نہ آکر پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی قیلولہ کے وقت آیا - مگر آپ اسوقت بھی غصہ مین نہ آئے - آخر پہچان کر فرمایا کہ تو مردود ابلیس ہے بولا کہ ہان تمنے مجھے ہر ایک تدبیر مین تھکا دیا تو مین نے یہ تدبیر کی کہ کسی طرح تمکو غصہ مین لاؤن" اللہ تعالے نے آپکا نام ذوالکفل اسی لئے رکھا کہ آپ جس کام کے متکفل ہوے تھے اسکو پورا کیا - **فقیر** کہتا ہے کہ مین نے اس حدیث کو مختصر لکھا جسکو تفصیلا منظور ہو وہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر و درمنثور دیکھے (الفن) - نون حوت یعنے مچھلی کو کہتے ہین - مغاضبًا -

اور (اے پیغمبر) مچھلی والے (یعنی یونس) کو (یاد کرو) جب غصہ ہو کر چل دیئے۔ پھر سمجھا کہ ہم انپر تنگی

نہ کرینگے (یعنی مواخذہ نہ کرینگے جب مواخذہ ہوا تو اپنے قصور (یعنی ترک اولیٰ) کے معترف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۳) یہ باب مفاعلہ سے ہے لیکن یہان ایک جانب سے ہے جیسے منافرت وغیرہ۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قوم پر خفا ہو گئے تھے۔ ابن جریر اور بیہقی اسماء وصفات مین ضحاک سے بھی اسی طرح مروی ہے
جسکو ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے تخریج کی" (در) بعض نے لکھا کہ یونس علیہ السلام کو یہ رنج
وآزردگی اپنے رب عزوجل کے جہت سے تھی اور یہی حسن بصری وشعبی سعید بن جبیر ووہب بن منبہ کا قول اور آگے
کلام اسی کا شاہد ہے جو فظن ان لن نقدر علیہ ہے۔ اور ایک دوسری جا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مخاطب ہو کے فرماتا ہے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ الآیہ۔
یعنی صبر کرو جس طرح رسولون مین سے اولوالعزم نے صبر کیا اور یونس علیہ السلام کے مانند نہ ہونا چاہیئے (ابن جریر)
بعضون نے کہا کہ یہان غضب سے مراد ایسا فعل ہے جو غصہ مین آنے والے کرتے ہین۔ کیونکہ آپ نے اُنکو
چھوڑ دیا اور اُن سے نفرت کی اور کہتے ہین کہ یہ چلے جانا بغیر حکم کے تھا۔ غرض ظاہر مین آپ سے بطریق انبساط
ایک خلاف ادب سی حرکت تھی جس سے ہم گنہگارون کو یہ فائدہ پہونچا کہ ایک تسبیح مل گئی اور انکے طفیل
مین خدا نے ہم کو بھی نجات دینے کا وعدہ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ سے فرمایا۔ لن نقدر بعض اہل
تاویل نے کہا کہ ہم اون کو مواخذہ اور تنگی نہ کرینگے۔ کہتے ہین قَدَرْتُ عَلٰی فُلَانٍ اِذَا ضَیَّقْتُ عَلَیْہِ
جس طرح خدا نے فرمایا وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ الخ ابو جعفر طبری فرماتے ہین "یہی قول میرے پاس
اولیٰ ہے۔ اور جنھون نے کہا کہ ہم اونپر قابو نہین پاسکینگے (جس طرح بعض ترجمون مین ہے) یہ ہرگز جائز
نہ ہوگا کہ آپ کو کفر کی طرف منسوب کیا جاوے۔ حالانکہ وہ نبی برگزیدہ ہین۔ کیونکہ ایوب علیہ السلام کو قدرت
الٰہی سے جاہل ہوگئے کہنا آپکو کفر کی طرف منسوب کرنا ہے۔ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہین" اس آیت مین ہمارے
لئے دلیل ہے (کہ انبیاء کرام معصوم ہین) کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کو یہ گمان ہوگا کہ مجکو یعنی اختیار دیا گیا ہوتا

ہوئے) پھر اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو بےعیب ہے میں گنہگاروں سے

تھا۔ تو ہم نے انکی (دعا) سن لی اور غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے

ہیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے یونس علیہ السلام کو انکے شہر کی طرف یعنے نینوی جو

موصل کے قریب ہی بھیجا۔ آپکی دعوت کو انہوں نے نہ مانا اور اپنے کفر پر اڑے رہے تو اللہ تعالے

نے ان پر وحی بھیجی کہ میں فلان دن میں انپر عذاب بھیجنے والا ہوں اور تم ان میں سے نکل جاؤ

پھر آپنے ان لوگوں کو اس عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے باہم کہا کہ انکو دیکھتے رہو اگر یہ تمھارے

میں سے نکل کر چلے جائیں تو لامحالہ وہ وعدہ پورا ہونیوالا ہی جس رات کی صبح میں عذاب کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦٤) چاہوں تو رہوں چاہوں تو چلا جاؤں اور اللہ ان کے اختیار پر تنگی اور مواخذہ نہ کریگا۔ لیکن خروج میں تاخیر کرنا بہتر تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قدرت کے معنے قضا کے کئے جائیں یعنے گمان کیا کہ ہم انپر شدت نہ کرینگے جو قول مجاہد و قتادہ و ضحاک و کلبی و روایت عوفی از ابن عباس اور اختیار فراء و زجاج ہے۔ زجاج نے کہا نقدر معنی میں نُقَدِّر کے ہے۔ کہا جاتا ہے قَدَرَ اللّٰہُ الشَّئَ قَدرًا و قَدَّرَہٗ تقدیرًا۔ الظلمت یعنے تین اندھیریاں (١) اندھیری مچھلی کے پیٹ کی (٢) دریا کی (٣) رات کی ابن عباسؓ محمد بن کعبؓ قتادہ سے (ابن جریر) اور بعض نے کہا کہ مچھلی کے پیٹ میں تاریکی متکاثف تہ بتہ کو ظلمات فرمایا (سراج) انی کنت من الظلمین اسکے یہ معنی ہیں کہ میں اپنی قوم سے بے تیری اجازت کے چلا آیا۔ باوجود قدرت کے میں نے ترک افضل کیا تو یہ ظلم ہوا۔ اور یہ بھی وجہ ہو کہ لا الٰہ الا انت سے اُسکے لئے کمال ربوبیت ثابت کی۔ اور انی کنت من الظلمین سے اپنے نفس کو ضعف بشریت سے اور ادائے حق ربوبیت میں قصور سے موصوف کیا۔ اور یہی سوال کے لئے کافی ہوگیا" سلہ درمنثور از ابن ابی حاتم اور ابن جریر اپنی سند سے یہ دو حدیثیں تھیں میں نے دونوں کو مختلط اور مختصر کرکے ترجمہ کیا۔ اس تصرف کو خدا مجھ سے معاف کرے ١٢

وعدہ تھا اسی رات آپ نکل کر چلے گئے۔ لوگون نے آپکو دیکھکر وہ بھی ایک جنگل مین نکلے اپنے عیال واطفال اور جانورون کو بھی ساتھ لائے اور ماؤن اور اولاد کے درمیان جُدائی کردی۔ پھر اللہ تعالے کی طرف عاجزی وتضرع کرنے لگے۔ عورتین الگ روتی تھین۔ اُنکے بچے علیحدہ تڑپتے اور روتے تھے۔ اسی طرح اونٹنیان علیحدہ اور اُن کے بچے۔ اور گائین اور گوسالہ۔ اور بکریان اور اُن کے بچے علیحدہ علیحدہ چلاتے تھے۔ پس اللہ تعالے لے رحم فرماکر اُنسے عذاب[1] دور کردیا جب یونس علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر پہونچی تو غصہ مین آکر نکل گئے یہانتک کہ ایک قوم کے ساتھ کشتی پر سوار ہوے۔ اور کشتی روانہ ہوی یکایک طوفان اٹھا اور سمندر نے موجین لین اور سب کو ڈوبنے کا خوف ہوا۔ حضرت یونس نے فرمایا کہ مجھکو دریا مین ڈالدو تو تمکو نجات ہوگی۔ لوگون نے کہا کہ ہم آپکی برکت سے نجات پاوین گے۔ تو آپنے فرمایا قرعہ ڈالو (کہ کسکو اس کشتی مین سے نکالین اور دریا مین ڈالدین) پھر سبھون نے قرعہ ڈالا اور تین بار بھی قرعہ[2] یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ پھر یونس علیہ السلام لے اپنے کو دریا مین ڈالدیا۔ جب یونس علیہ السلام سمندر مین گرے تو اللہ تعالے لے مچھلی کو حکم فرمایا کہ تو اُنکو

---

[1] چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ یعنے کیون نہین کوئی بستی یقین کرتی پھر کام آتا اُن کو ایمان لانا مگر یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے اُن سے عذاب ذلت زندگانی دنیا مین دور کردیا اور رہنے ایک وقت تک اُنکو متمتع کیا۔ [2] چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ یعنی قرعہ ڈالا اور وہی ہر بار قرعہ مین نکلا ۱۲

لقمہ کرلے لیکن اُن کے گوشت مین سے کچھ نہ کھانا اور نہ اُنکی ہڈّی کو صدمہ پہونچانا۔ کیونکہ یونس
تیرا رزق نہین ہی۔ پھر آپ چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ مین رہے اور وہین تسبیح پڑھی
اُسوقت مچھلی کو حکم ہوا کہ کنارہ پر ڈالدے۔ اُس نے آپ کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دعا ذوالنون (یعنے یونس) کی جبکہ وہ مچھلی کے
شکم مین تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تھی تو جو مسلمان جب کبھی
کسی بات کیلئے اپنے رب سے ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ ضرور اوسکی دعا قبول فرمایگا

سلہ ابن جریر سلہ امام احمد و ترمذی و نسائی اور حکیم نوادر اصول مین اور حاکم ساتھ تصحیح کے اور ابن جریر اور ابن
ابی حاتم اور بیہقی شعب مین اور بزار ابن مردویہ سعد ابن وقاصؓ سے ۱۲ (فائدہ) اللہ تعالےٰ نے یونس کو اس
تسبیح کی برکت سے نجات دی اور ایک جا سے فرمایا فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم
یبعثون یعنے وہ تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک اسکے شکم مین رہتے۔ اور اس آیت کی خاصیت مین فرمایا وَنَجَّيْنَاهُ
مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ اسی لئے ابن جریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جماعت مومنین کے لئے عام ہے "چاہیئے کہ کلمۂ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ مین سرِ توحید اور عظمتِ الوہیت کو
مشاہدہ کرے اور اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مین عجز و عبودیت اپنی دیکھے تو ایک ذوق حاصل ہوگا۔ گو
شارع علیہ السلام کوئی حد مقرر نہین ہے اور مطلق ہی پڑھنا اچھا ہے لیکن بعضے مشائخین کے پاس اس کے
پڑھنے کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ ایک مجلس یا تین مجلسونمین چند آدمی متفق ہوکر اس آیت شریفہ کو سوا لاکھ
مرتبہ پڑھین اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خود حاجتمند مصیبت زدہ بعد نماز عشا اکیلے اندھیرے گھر مین باوضو رو
بقبلہ بیٹھکر ایک پیالہ پانی کا اپنے پاس رکھلے اور تھوڑی دیر بعد اُس پانی مین ہاتھ ڈالکر اپنے جسم یا منہ پر
پھیرتا رہے اور تین یا سات یا چالیس روز برابر پڑھے اور اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اگر چالیس
روز مین ختم کرنا چاہے تو ہر روز تین ہزار سوا سو مرتبہ پڑھے وقس علیٰ ہذا ۱۲

آٹھواں قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي
فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ
إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝

اور (اے پیغمبر) زکریا کو (یاد کرو) جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے اکیلا چھوڑ (یعنے اولاد دے پھر اُسکے اختیار پر چھوڑا اور رکھا) اور تو سب سے بہتر وارث ہی۔ تو ہم نے اُنکی سن لی۔ اور انکو یحیی عطا کیا اور اُنکی بیوی کو اُنکے لئے درست کر دیا۔ یہ لوگ (یعنی زکریا اور انکی بیوی اور یحیی) نیک کاموں مین جلدی کرتے تھے۔ اور ہماری عبادت امید اور خوف سے کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے لئے عاجزی کیا کرتے تھے۔ خوف اُسکے جلال وعظمت کا ہے اور رغبت اُسکے قرب ورحمت کی جانب ہی۔ اور جب یہ دونوں صفتین ہوتی ہین تو عارف اسکی طاعت مین خشوع کیساتھ متصف ہوتا ہے اسی لئے فرمایا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ۔

نواں قصہ حضرت بی بی مریم کا وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ اور (اُن بی بی مریم کو یاد کرو)

رغبا ورھبا۔ دونو مصدر ہین بطور مبالغہ مستعمل ہوے ہین (خفاجی) احصنت فرجھا۔ یعنے اپنی فرج کو حلال وحرام سے بچایا۔ کیونکہ احصان کے لغوی معنی مطلقًا منع کے ہین۔ یہان یہی معنے لینا لازم ہی تاکہ ولادت بطور خرق عادت ہو (خفاجی) فیھا۔ ای فی عیسےٰ علیہ السلام کائنا فی بطنھا لان مایکون فیما فی الشئ یکون فیہ کما یقال نفخت فی البیت ای فی مزمار فی البیت او علی تقدیر

آٹھواں قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا۔ آیت ۸۹ تا ۹۰

نواں قصہ حضرت بی بی مریم علیہا السلام کا۔ آیت ۹۱

جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اُس (چاک گریبان) میں اپنی روح پھونک
دی۔ اور ہم نے انھیں اور اُن کے بیٹے (عیسےٰ) کو جہان کے لئے نشانی بنائی۔
(تا لوگ ہماری قدرت کو معلوم کریں) یہان قصے تمام ہوے۔ اور ان قصون سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود توحید الٰہی ہے اور وہی اصل
دین ہے اس لئے فرمایا اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا
اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ بے شک یہ دین (اسلام) تم سب کا ایک ہی دین
ہے اور میں تمہارا پروردگار ہون تو میری ہی عبادت کرو۔ اور لوگون نے آپس میں اپنے
امر (دین) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (یعنے دین میں باہم مختلف ہو گئے۔ اچھا کہان جاتے ہین)
سب ہماری طرف لوٹنے والے ہین پھر ہم اُنکا فیصلہ کرینگے اور ہر ایک کو اُسکا بدلہ دینگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۸) مضاف ای فی ابنہا۔ فکان ابتداء النفخ فی جیب درعہا ثم وصل الی جوفہا
و بواسطتہ وصل الی عیسےٰ علیہ السلام فاحیاہ (کبیر) عبدالرزاق و ابن ابی حاتم قتادہ سے قال نفخ فی
جیبہا (در) امتکم امۃ واحدۃ قال ابن عباس دینکم دین واحد وھکذا قال مجاھد (ابن جریر۔
مختصرا) یہان ملّت بمعنے دین کے ہے جو متفق علیہ ہو جس طرح اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ۔ مین ہے۔ راغب کے ظاہر
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی معنے حقیقی ہین۔ اگرچہ مشہور تر اُسکے یہ معنی ہین کہ لوگونکا کسی کام یا کسی زمانہ مین متفق ہونا۔ اور یہ خطاب
ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو یا تمام انبیا علیہم السلام کو ہے (خفاجی) اور اُسکا اشتقاق اَمّ سے ہے جو معنی مین قصد
کے ہے۔ تو گروہ جماعت قاصدہ ہے اور وہ جسپر کہ جمع متفق ہوتی ہے وہ ملت مقصودہ ہے (روح البیان۔)
و تقطعوا قال ابن زید اختلفوا فی الدین (ابن جریر)

ع ۸ ۔ ۹۲ ۔ ۹۲ ۔ ۱۰ ۔ ۹۲

جس طرح فرمایا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ
كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ
وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

وحرام ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حرام ای واجب یعنے مقدر کیا گیا کہ ہر قریہ والے جو ہلاک کئے گئے وہ دنیا کی طرف روز قیامت سے پہلے رجوع نہین کرین گے۔ اسکو فریابی و ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب مین تخریج کیا (در) سعید ابن جبیر ابن عباسؓ سے کہ آپ وَحِرْمٌ پڑھتے تھے۔ راوی نے کہا مین نے سعید سے پوچھا کہ حِرْمٌ کیا شے ہے تو انہون نے کہا عَزْمٌ (ابن جریر) ابن کثیر نے اسی معنی کو اختیار کیا۔ یعنے دنیا کی طرف قبل قیامت کے رجوع نہ لاوین گے اس سے معلوم ہوا کہ عدم رجوع کی انتہا قیامت ہے۔ پس آئندہ کلام حتے اس سے مرتبط ہوگا کہ اس غایت تک کہ یاجوج وماجوج نکلکر قیامت قایم ہو اور سوقت حشر کے لئے لائے جائین گے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ حرام کے معنے کبھی واجب کے بھی آتے ہین اور اسپر دلیل آیت اور استعمال اور شعر ہے آیت قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ اور ترک شرک واجب ہے نہ حرام شعر خنساؔ

وان حراما لا اری الدهر باکیا ‏ ‏ ‏ علی شجوہ الا بکیت علی عمرو

یعنے تحقیق کہ واجب لیکن استعمال پس تسمیہ احد الضدین باسم الآخر مجاز مشہور ہے۔ جیسے قول باری وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا الخ۔ مرزا قادیانی نے ازالۃ الاوہام صفحہ ٧٦٥ مین اس آیت سے یہ ثابت کیا کہ جو شخص مرگیا پھر دنیا مین ہرگز نہ آئیگا اب عزیر علیہ السلام کے لئے قرآن مجید مین جو فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ۔ ہے تاویل وتحریف کرنے تیار ہو گئے یعنے اُسکے معنی یہ ہین کہ حق تعالے نے اُنکو سلادیا یا بیہوش کردیا۔ کاش مرزا کو اَمَاتَ صریح لفظ مین یہ تاویل سوجھی لیکن توفی مین جو اُسکے اصلی معنی پورا لینے کے ہین جس طرح اساس وغیرہ مین ہے یہ معنے کیون نہین سوجھے۔ اسقدر تو سمجھا ہوتا کہ لایرجعون کے معنے یہ ہین کہ نہین پلٹتے یہ کہان سے ثابت ہوا کہ خداے تعالے بھی کسی کو زندہ کرنا چاہے تو نہین کرسکتا۔ چنانچہ خود حضرت عزیرؑ کے آخر قصہ مین ہے فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یہ تحریفات کلام الٰہی کا تخم علیگڈہ مین لگا اور اب

يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ سوائے عاصم کے سب قرا ہمزہ کو الف سے بدلتے ہین ١٢

فُتِّحَتْ ابن عامر نے تشدید تا سے پڑھا اور اولی نے تفعیل سے ١٢

حِرْمٌ ... وحمزہ ... کی ساتھ ... مکسور ... را ساکن ... الف کے ... لغتین ہین ... المعنے۔

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ توجو شخص نیک کام

کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اسکی کوشش کی ناقدردانی نہین ہے اور ہم اسکو لکھتے جاتے ہین

اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا وہ لوگ (قبل قیامت دنیا مین) ہرگز لوٹ کر نہ آئین گے

یہانتک کہ جب یاجوج و ماجوج (سدِّ ذوالقرنین کے قید سے) کھول دئیے جائین اور وہ ہر بلندی سے

دوڑتے ہوے چلے آئین اور (قیامت کا) وعدہ برحق نزدیک آپہونچے تو ایکدم سے کافرونکی

آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین (اور بول اٹھین کہ) ہاے ہماری کمبختی ہم (دنیا مین) اس سے

غفلت ہی مین رہے بلکہ ہم ستمگار تھے کیونکہ اس دن کے لئے ہم نے کچھ نہ کیا بلکہ ہم نافرمانی حق

اور اطاعتِ ابلیس سے ظالم ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ وہ

ایک جوان ہے بال اُسکے بہت گھنگروالے ہین اور ایک آنکھ اُسکی اپنی حد سے خارج ہی اور وہ شام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۰) قادیانیون نے اسکو سرسبز کیا حدب۔ ما ارتفع من الارض (مختار) عبدالرزاق

وابن جریر وابن منذر قتادہ سے کہ فرمایا من کل اکمۃ (دن) زمین اونچی ٹیکرہ اور پہاڑی وغیرہ سے۔ ینسلون۔ نسل

فی العدو اسرع ینسل بالکسر نسلا و نسلانا بفتح السین فیہما (مختار) شاخصۃ۔ شخص بصرہ من باب

خضع فہو شاخص اذا فتح عینیہ وجعل لا یطرف (مختار) لہ المعنی فتح سد یاجوج و ماجوج فحذف المضاف

ادخلت علامۃ التانیث فی فتحت لماحذف المضاف لان یاجوج و ماجوج مؤنثان بمنزلۃ القبیلتین وقیل حتی اذا فتحت

جہۃ یاجوج و ماجوج (کبیر) ۲ضمیر کا مرجع یاجوج و ماجوج ہی جسطرح کہ ابوسعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی

تفسیر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ دیکھو تفسیر ابن جریر طبری۔ ۳ ابن زید نے کہا (ابن جریر) ۴ یقولون بسبب دلالت کلام

یہان سے محذوف ہے (ابن جریر) ۵ یہ جواب حتی نظر ہے اس سے ہم دنیا مین غافل تھے (ابن جریر) ۶ امام احمد و مسلم و ابوداود

عراق کے درمیان سے نکلے گا پھر عیسٰے علیہ السلام کا شرقی منارہ سفید مسجد دمشق پر اترنا اور باب
لدِ شرقی پر دجّال کو قتل کرنے کے بعد مذکور ہے کہ اللہ عزوجل عیسٰے علیہ السّلام کو وحی فرمائیگا کہ اب مین نے
اپنی مخلوق مین سے ایسے لوگ نکالے ہین کہ تم کو اُن سے مقابلہ کی قدرت نہین دیگئی ہے
تم میرے بندون کو حفاظت کے لئے کوہ طور پر لیکر چلے جاؤ۔ پھر اللہ تعالےٰ یاجوج وماجوج کو
نکالیگا جس طرح فرمایا وَھُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ پھر حصار کی تکلیف سے عیسٰے اور
اُنکے اصحاب اللہ تعالےٰ کی جناب مین دعا مانگین گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنون مین
ایک کیڑا بھیجدیگا صبح کو سب کے سب یکبارگی مثل ایک دم کے مرے پڑے ہون گے
پھر عیسٰے علیہ السلام اور اُن کے اصحاب وہان سے اُترینگے تو زمین پر کوئی ٹھکانا نہ پاینگے
جہان دیکھو وہان انکی گندگی اور چکناہٹ بھری ہوگی پھر حضرت عیسٰے علیہ السلام
اور اُن کے اصحاب جناب باری تعالےٰ مین بخلوص دعا کرینگے۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماکر
پرندون کو جیسے اونٹونکی گردنین ہوتی ہین بھیجدیگا کہ وہ اُنکو اُٹھا کر جہان اللہ تعالےٰ
چاہے لیجائینگے پھر اللہ تعالےٰ آسمان سے پانی نازل کریگا وہ چالیس روز تک
برسے گا اس سے کوئی گھر نہ بچیگا اور وہ تمام زمین کو مانند آئینہ کے دہوکر صاف کردیگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۱) و ترمذی ونسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن منذر و بیہقی بعث مین نواس
بن سمعان رضی اللہ عنہ سے (در) اس عاصی نے مختصر طور پر ترجمہ کیا۔ اور بہت سے احادیث خروج دجال و
یاجوج وماجوج مین آئے ہین۔ چنانچہ بعضے احادیث اسی تفسیر قادری کے صفحہ ۱۱۳ مین دیکھو۔ اور نیچری و قادیانی کی تحریف کو نہ مانو ۱۲

اورزمین کو حکم دیا جائیگا کہ اب اپنے پھلوں کو اُگاے اور اپنی برکت واپس دے اور
بیان فرمایا ہے کہ ایسی برکت ہوگی کہ کئی آدمی ایک انار کھائین گے اور اُس کے
چھلکے سے سایہ کرین گے اور دودھ مین یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ
ایک جماعت کو اور ایک گاے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ
ایک فخذ (قبیلہ سے کم) کو کفایت کریگا اور فرمایا کہ لوگ اسی فراخی مین ہون گے کہ
ناگاہ اللہ عزوجل ایک پاکیزہ ہوا بھیجیگا اور وہ لوگون کو انکی بغل کے نیچے سے ماخوذ کریگی اور
ہر مسلمان کی یا فرمایا کہ ہر مومن کی روح کو قبض کرلیگی اور بدکار لوگ رہ جائینگے جو گدھوں کی
طرح آپس مین اختلاف کرین گے اور انھین پر قیامت قایم ہوگی۔ جب فرق باطلہ کا
ذکر فرمایا پھر فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ الخ اور حَرٰمٌ عَلٰى قَرۡيَةٍ الخ کا ذکر کرکے قیامت مین نیک و بد اعمال
کے نتیجہ سے آگاہ کرتا ہے پھر بت پرستون کی حسرت اور ندامت کا بیان ہوا حالانکہ انکو چاہیئے
تھا کہ دنیا ہی مین بت پرستی سے باز رہتے۔ کیونکہ ہم نے انکو ہین اسطرح کہدیا تھا اِنَّكُمۡ وَ
مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وَارِدُوۡنَ ۝ لَوۡ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ

حصب قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وقودھا۔ وقال الضحاک ان جھنم انما تحصب بھم
وھو الرمی یقول یرمی بھم فیھا" والمعروف عند العرب الحصب الرمی من قولھم حصبت
الرجل اذا رمیتہ (بالحصباء ھی صغار الحجارۃ) کما قال جل ثناؤہ انا ارسلنا علیھم حاصبا
(ابن جریر) واردون ای داخلون ابن زید نے فرمایا کہ مسلمانون کے لئے ورود مرور ہے اور مشرکین کیلئے

ع وقال انما اراد انها
كاصل وضعها عامر بسبيلا
(خفاجی)

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ

تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہونگے تم دوزخ میں جانیوالے ہو اگر
یہ سچے معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے اور یہ سب اُسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ انکو وہان
چلانا ہو اور وہ وہان کچھ بھی نہ سنیں گے کیونکہ وہ اپنے ہی چلانے اور پکارنے میں رہیں گے
جب اللہ تعالے نے اہل نار اور ان کے عذاب کا ذکر فرمایا اب نیک بخت مسلمانوں کا
ذکر فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰۤئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا
يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي
السَّمَاۤءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۳) دخول (ابن جریر) زیادہ تحقیق منظور ہو تو اس تفسیر کا حاشیہ صفحہ ۳۷۴ دیکھو۔
زفیر۔ انین وتنفس شدیدا اصل معنے الزفرکما قالہ الراغب تردید النفس حتی تنتفخ منہ الضلوع۔
(خاجی) صاحب تفسیر کبیر نے کہا کہ اس آیت میں انکم کا خطاب مشرکین کو ہے وہ صرف اصنام ہی کو پوجتے تھے اور
دوسرے یہ کہ کلمہ ما عقلا کو شامل نہیں ہوتا الخ الحسنٰی۔ قال ابن زید السعادۃ (ابن جریر) حسیسہا۔ ای الصوت
والحس قال ابن عباس لا یسمع اھل الجنۃ حسیس النار اذا نزلوا منازلھم من الجنۃ (ابن جریر) ابن کثیر
نے کہا یعنے اجسام کفار کے جلتے وقت جو آواز مکروہ ہو گی وہ ان کے کانوں میں نہ آئیگی۔ الفزع الاکبر قال
ابن عباس یعنی النفخۃ الاخرۃ (ابن جریر) یعنے فزع اکبر وہ دوسرا نفخ صور ہے جس سے قیامت قایم ہوجائیگی
جب یہ سخت گھبراہٹ انکو نہ ہوگی تو اس کے بعد تو بطریق اولی ان کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

لِلْكِتٰبِ
نافع وابن کثیر وابو عمرو وابن عامر وشعبہ ساکہ کاف مکسور اور تاء مفتوح جس کے بعد الف ہے مفرد پڑھتے ہیں ۱۲

بیشک جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی مقرر ہوچکی ہے وہ دوزخ سے دور

رکھے جائیں گے۔ اُسکی آواز بھی تو نہ سنیں گے اور وہ اپنے من مانی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے

انکو (قیامت کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہ کریگا اور فرشتے اُن کو لینے آئیں گے (اور مبارکبادی

دیں گے کہ) یہی تو وہ تمہارا دن ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یہ وہ دن ہوگا) جسدن کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۴) ابن زید نے کہا "یہ فرشتوں کی مبارکبادی) قبل دخول جنت ہوگی" اَلسِّجِلّ

هی الصحیفة فعلی هذا یکون معنی الکلام یوم نطوی السماء کطی السجل للکتاب ای علی الکتاب

بمعنی المکتوب کقوله وتله للجبین ای علی الجبین وله نظائر فی اللغة (ابن کثیر) والکتاب اصله

المصدر کالبناء ثم یوقع علی المکتوب ومن جمع فمعناه للمکتوبات ای لایکتب فیه من معانی

الکثیرة فیکون معنی طی السجل للکتاب کون السجل ساترا لتلك الکتابة ومخفیا لها (کبیر) او التشبیه

باعتبار انه بطیه یحو وصفه النشر فالتشبیه فی مجرد المحو۔ فهو فی المشبه باعتبار وصفه وفی

المشبه باعتبار ذاته الخ (قلوی) اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاهد قال السجل

الصحیفة (در) کما بدأنا۔ فالکاف التی فی قوله کما من صلة نعید تقدمت قبلها۔ ومعنی الکلام

نعید الخلق عراة حفاة غرلا یوم القیمة کما بدأناهم اول مرة فی حال خلقنا هم فی بطون امهاتهم الخ

(ابن جریر) اخرج ابن ابی شیبه وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد فی قوله کما بدأنا

اول خلق نعیده قال عراة حفاة غرلا (در) امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں نصیحت کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو تم اللہ تعالے کی طرف ننگے پاؤں ننگے بدن

اور بے ختنہ کئے ہوئے حشر کئے جاؤگے کما بدأنا الآیه اور تمام حدیث ذکر کی اور صحیحین میں بھی یہ حدیث

مروی ہے۔ سلہ ابن ابی حاتم وابن عدی وابن مردویہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ

ہم آسمان کو اسطرح لپیٹنگے جیسے کاغذ لکھے ہوے پر لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی (خلقت کو) شروع سے پیدا کیا تھا (اسی طرح) اُسکو دُہرا ئین گے۔ وعدہ ہم پر لازم ہے (جو بدل ہنین سکتا) اور ہم اسکو ضرور کر کے رہین گے پھر اللہ تعالےٰ مسلمانون کی بشارت کو اسطرح موکد فرماتا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ اور ہم نے (آسمانی

الزبور ساتھ ضم زاے حمزہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۵) نے آیت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ پڑھی اور فرمایا کہ مین انھین مین سے ہون اور عمر اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص انھین مین سے ہین (در) لہ ای القرطاس الذی یکتبہ و یرسلہ الی احد (سراج المنیر) یہ بات عادۃً ٹھہری ہوی ہے کہ لکھنے کے بعد کاغذ کو تہ کر ڈالتے ہین یا دراز کاغذ ہو تو ایک سطر لکھتے جاتے اور لپیٹتے جاتے ہین۔ قاموس مین کہا کہ سجل کا اطلاق لکھنے والے پر اور کتاب پر بھی ہوتا ہے" تو اسوقت اسطرح ترجمہ ہوگا جیسے لکھنے والا لکھے ہوے کو لپیٹ لیتا ہے ابن کثیر نے لکھا کہ جس روایت مین یہ ہے کہ سجل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا نام ہے وہ روایت منکر ہے ہرگز صحیح ہنین اگرچہ اُسکو ابوداؤ د وغیرہ نے روایت کیا ہے اور امام ابوجعفر ابن جریر نے اس روایت کو اچھی طرح سے رد کیا۔ اور کہا کہ صحابہ مین کوئی شخص بنام سجل معروف ہنین خصوص آنحضرت کے کاتبون مین تو کوئی بھی بنام سجل معروف ہنین" الزبور ھو الکتاب یقال منہ زبرت الکتاب (ابن جریر) لَبَلٰغًا بلاغ یعنے وصول مراد ہے یعنے جس نے قرآن پر عمل کیا وہ جنت کا وارث ہوا لے اخرج ھناد و عبد بن حمید وابن جریر عن سعید بن جبیر قال الزبور التوراۃ والانجیل والقرآن۔ من بعد الذکر قال الذکر الذی فی السماء واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن مجاھد فی الآیۃ قال الزبور الکتب والذکر ام الکتاب عند اللہ والارض الجنۃ واخرج ابن جریر عن ابن زید فی الآیۃ قال الزبور الکتب التی انزلت علی الانبیاء والذکر ام الکتب الذی یکتب فیہ الاشیاء قبل ذلک (در) ابن جریر نے فرمایا کہی بہترین اقوال ہے۔ پھر اپنے دعوے کو دلیل سے ثابت فرمایا فمن شاء فلیرجع الیہ - ۱۲

کتابون مین بعد ذکر (یعنے لوح محفوظ) کے لکھدیا ہی کہ زمین (جنت[1]) کے وارث میرے نیک
بندے ہون گے بیشک اس قرآن مین عبادت[2] کرنیوالی قوم کے لئے کفایت ہی جب
قرآن کی ہدایت کا بیان ہوا تو اُس ہادی کا ذکر فرماتا ہے جس پر قرآن نازل ہوا اور احوال
انبیا علیہم السلام کو ختم فرما کر خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اسطرح فرماتا ہے: وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمکو نہین بھیجا مگر جہان

[1] فریابی و ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ ارض سے مراد زمین جنت ہے اور بیہقی شعب الایمان مین (در) ابن عباس سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ زمین کفار ہے جسکی وارث امت محمدی ہو گی (ابن جریر) [2] ابن جریر و ابن منذر ابن جریج سے کہ ھذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے الخ (در) [3] ابن جریر کعب احبار سے آپ نے فرمایا کہ عابدین سے مراد اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۱۲ عرائس مین ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ یہ وصف ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع خلق کے واسطے رحمت کرکے بھیجا ہے اور رحمت الٰہی اُسکے غضب پر سابق ہے. کما فی الحدیث۔ اور واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ہم کو آگاہ فرمایا (یعنے احادیث سے) کہ اُسنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا ہے پھر اُسکے بعد اللہ تعالے نے تمام خلایق کو پیدا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام خلق کا ظہور ہوا ہے. پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم سے ارسال واسطے مشاہدۂ قدم کے تمام خلایق کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور اُسی سے ہی تو وجود محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد تمام خلایق ہے اور تمام خلایق پر رحمت وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کافیہ ہین۔ اور واضح ہو کہ تمام خلایق ایک صورت تھی مخلوقہ جو قضائی قدرت مین بغیر روح کے پڑی تھی اور قدوم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منتظر تھی۔ پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم مین آئے تو آپ کے وجود سے یہ عالم زندہ ہو گیا کیونکہ آپ تمام خلایق کے لئے روح ہین۔ اور واضح ہو کہ تمام

کے لئے رحمت بنا کر یعنے سب کے لئے آپ کو رحمت کیا ہے تو جن لوگون نے اُس سراپا رحمت کو قبول نہ کیا وہ بدبخت جہنم کے مستحق ہوے۔ روایت ہی[1] کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ مشرکون پر بد دعا نہین فرماتے تو آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنیوالا نہین بھیجا گیا مین تو فقط رحمت ہی بھیجا گیا ہون" اگر کہا جائے کہ کافرون کو آپسے کیا رحمت پہونچی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ابن عباس[2] سے روایت ہی کہ "جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اسکے لئے دنیا و آخرت مین رحمت پوری ہوی اور جس نے اُنکی اتباع نہین کی تو خسف و مسخ و قذف جس مین دوسری امتین مبتلا ہوتی تھین یہ بچ گیا" آنحضرت[3] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّھْدَاۃٌ یعنے مین رحمت ہدیہ بھیجا گیا ہون"۔ رسول[4] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ میرے پانچ نام ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٧٦) مخلوق کا خروج عدم سے ناقص ہوا ہے کیونکہ کوئی ان مین سے اسرار قدیم پر بکمال معرفت و تمام علم مطلع نہین ہوا تو اسرار الوہیت تک پہونچنے سے سب عاجز تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ جسم عالم کے لئے اکسیر ہو گئے اور آپ کی برکت سے یہ سفر دراز ان تمام عالم کے لئے نزدیک ہو گیا الخ ٥

خیر الورا امام رسل مظہر اتم
او جان جملہ عالم و حق جان جان شمار

او از خدا و ہر چہ جز او منتشی از و
حق را بغیر واسطۂ ذات او مجو

[1] مسلم از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (در) طائف مین جو آپ نے تکلیف اٹھائی اور رحمت سے کام لیا اسی تفسیر کا صفحہ ٣٠٨ دیکھو ١٢
[2] ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و طبرانی اور بیہقی دلائل مین (در) [3] امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث حفص بن غیاث رحمۃ اللہ سے کے پاس مرسل تھی۔ ابن کثیر نے کہا کہ حافظ امام ابن عساکر نے اسکو دو متصل مرفوع اسناد سے روایت کی۔ ایک ابو ہریرہ اور دوسرے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ [4] یہ طبرانی کی طویل حدیث کا آخری حصہ ہے ابن کثیر نے کہا کہ احمد بن ابی صالح نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ١٢

ہین محمد و احمد ہون اور میرا نام ماحی ہے اللہ تعالی میرے سبب سے کفر کو محو کر دیگا۔ اور میرا نام حاشر ہے کہ میرے ہی قدمون پر لوگونکا حشر ہوگا اور میرا نام عاقب ہے غرض آپکی ذات پاک جن و انس بلکہ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہے۔ مومنون کے لئے ہدایت۔ منافقون کے لئے قتل سے امن کافرون کے لئے تاخیر عذاب چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یعنے اللہ تعالے انکو عذاب نہ کریگا درانحالیکہ تم (اے نبی کریم) ان مین ہو اس آیت مین کس قدر آپکے مرتبے کو ظاہر فرمایا کہ دوست تو دوست بطفیل آپکے دشمنون سے بھی عذاب دور فرمایا۔ روایت[1] ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ھَلْ اَصَابَکَ مِنْ ھٰذِہِ الرَّحْمَۃِ شَیْءٌ یعنے تمکو بھی اس رحمت مین سے کچھ حصہ ملا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ جی ہان۔ مجھے خاتمہ کا خوف تھا لیکن جب اللہ عزوجل نے میری تعریف اسطرح کی ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ تو مین بے فکر ہوگیا" اصحاب سیر[2] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت و شفقت و رحمت کا حال اسطرح لکھتے ہین کہ آپ خادم کو جھڑکتے نہ تھے اور نہ یون فرماتے تھے کہ کیون ایسا کیا اور کیون اسطرح نہین کیا (صوفیہ فرماتے ہین کہ یہی رضا و تسلیم کا مقام ہے) آپ سے زیادہ اہل و عیال پر کوئی مہربانی نہ کرتا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آپ نے سوائے جہاد کے ہرگز کسی کو نہ مارا اور اپنے نفس کا بدلہ

---

[1] حضرت قاضی عیاض شفاء شریف مین ۱۲ [2] شفاء شریف و مدارج النبوۃ ۱۲

کسی سے نہ لیا مگر دین کے لحاظ سے۔ جب دولت خانہ مین تشریف فرما ہوتے تو بہت ہی خوش خلقی فرماتے۔ مسکراتے اور تبسّم فرماتے۔ کبھی اصحاب کے درمیان پانون دراز نہ فرماتے۔ اگر کوئی صحابی یا گھر والون سے آپکو پکارتا تو لَبَّیْكَ فرماتے۔ صحابہ کی دلجوئی و تالیف کرتے اور ہر قوم کے بزرگ کی تکریم کرتے اور اُن پر اُسکو حاکم بناتے۔ اپنے اصحاب کی خبرگیری کرتے۔ اپنے ہمنشین کی طرف عنایت سے متوجہ ہوتے اور آپکا ہمنشین گمان کرتا کہ کوئی بھی مجھسے زیادہ حضرت کے پاس مکرّم نہین ہے۔ اور جو کوئی آپ کے پاس حاضر ہوتا یا کسی کام کو آتا تو صبر کرتے اور ٹھہرے رہتے یہان تک کہ وہ خود پلٹ کر جاتا۔ اگر کوئی سرگوشی کرتا تو سر مبارک کو نہین ہٹاتے۔ اگر دستِ مبارک پکڑ لیتا تو نہین کھینچتے یہانتک کہ وہ خود چھوڑ دے۔ اگر کوئی آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو وہی پوری کر دیتے یا نرمی سے جواب دیتے۔ آپکی خوش خلقی اور تازہ روئی آدمیون مین پھیل گئی تھی۔ آپ سب کے لئے باپ کی جائے تھے۔ اور سب آپکے پاس حق مین برابر تھے۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین مَاکَانَ اَحَدُ اَحْسَنَ خُلُقًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ یعنے کوئی بھی آپسے خلیق تر نہ تھا۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے دس سال آپکی خدمت کی کبھی مجھے اُف نہ فرمایا اور یہ بھی نہ فرمایا کہ کیون اسطرح کیا اور کیون اسطرح نہ کیا۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہین کہ جب مجھے حضور ملاحظ فرماتے مسکراتے۔ اصحاب سے مزاح فرماتے۔ باتین کرتے۔

اُن کے بچون سے خوش طبعی فرماتے۔ اپنے گود مین بٹھا لیتے۔ دعوت آزاد و غلام و کنیز و مسکین کی قبول فرماتے۔ اور انتہائے مدینہ مین بیمار کی عیادت کو تشریف لیجاتے۔ عذر کرنیوالے کا عذر قبول فرماتے۔ کسی نے آپ کے گھٹنے اپنے ہمنشین سے آگے بڑھے ہوئے نہین دیکھے جس کسی سے ملاقات ہوتی سلام مین سبقت فرماتے۔ مصافحہ بھی اصحاب سے آپ ہی پہلے کرتے کسی نے آپکو صحابہ کے درمیان پانون دراز کئے ہوئے نہین دیکھا۔ جو کوئی آپکے پاس آتا اُسکی تعظیم فرماتے۔ بسا اوقات اپنے کپڑے کو اُسکے لئے بچھا دیتے اور اپنے نیچے جو تکیہ ہوتا اُسکو عنایت فرماتے اور اگر انکار کرتا تو اصرار فرماتے۔ اور اپنے اصحاب کی عزت افزائی کے خیال سے کنیت سے اور جو خوب تر نام ہوتا اُسی سے پکارتے۔ اور کسی کی بات قطع نہ کرتے۔ ہان جو نالایق بات ہوتی تو منع کرتے یا خود اُٹھ جاتے۔ اور جو کوئی آپ نماز پڑھتے وقت بیٹھا ہوتا تو اُسکے لئے نماز مین تخفیف فرماتے اور اوسکی حاجت پوچھتے پھر جب فارغ ہوتے نماز کی طرف لوٹتے۔ اور جہان مجلس ختم ہوتی وہین تشریف رکھتے۔ اور کبھی گدھے پر سوار ہوتے۔ اور اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے۔ بنی قریظہ کے دن ایسے گدھے پر سوار تھے کہ جسکی لگام رسّی کی اور جھول پوست خرما کی تھی۔ طبری کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر مین صحابہ کو ایک بکری پکانیکا حکم فرمایا۔ ایک صحابی اُٹھے اور عرض کی کہ میرے ذمہ ذبح کرنا ہے۔ دوسرے نے عرض کی کہ میری جانب چھیلنا ہے۔ اور ایک نے گذارش کی کہ میری طرف پکانا ہے آپنے فرمایا کہ میرے

ذمہ لکڑیان جمع کرکے لانا ہے۔ تمام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کام بھی ہم کرنے حاضر ہین۔ فرمایا ہان مین جانتا ہون کہ تم کرسکتے ہو لیکن مجھے یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ تم سے جدا اور علیحدہ ہوکے بیٹھا رہون۔ اور اللہ تعالے کو بھی یہہ بات ناپسند ہے کہ کسی بندہ کو اپنے دوستون مین ممتاز دیکھے ایکبار ایلچیان نجاشی بادشاہ حبشہ کے آپکے پاس آئے۔ آپ بنفس نفیس انکی خدمت کے لئے تیار ہوے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم خدمت کرنے حاضر ہین۔ فرمایا کہ انہون نے ہمارے اصحاب کی خدمت و تعظیم بہت کی ہے میری بھی یہی خوشی ہے کہ مین اُنسے اُسکا بدلا کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتے۔ اور اپنے کپڑے کو سیتے۔ اور نعل مبارک کو پیوند لگاتے۔ بکری کو دوہتے۔ اپنے اونٹ کو باندہتے اور چارہ ڈالتے۔ خادم کے ساتھ کہانا کہاتے۔ اُسکے ہمراہ خمیر کرتے۔ بازار سے اپنا سامان آپ اُٹھا کر لاتے۔ اور کسی کو اُٹھانے نہین دیتے۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ مدینہ کی باندیان آتین اور آنحضرت کا ہاتھ پکڑ لیتین پھر آپکو جہان وہ چاہتین لے جاتین۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ جب آپ صبح کی نماز پڑہتے تو خدمتگار مدینہ کے لینے اپنے باسن پانی کے تبرک کے لئے لاتے اور آپ اپنا دست مبارک ہر ایک مین ڈالتے۔ اور کبھی یہہ واقعہ سرما کی صبح مین ہوتا۔ یہ بھی آپکی اُمت پر شفقت و رحمت ہی کہ شرایع و احکام مین تخفیف فرماتے۔ اور بعضے افعال کو اُمت پر فرض ہونیکے خوف سے چھوڑ دیتے جسطرح

لہ یہان تواضع مین کئی قسم کا مبالغہ ہے کہ مرد نہین عورت اور آزاد نہین بلکہ باندی پھر جہان چاہتی لے جاتی۔ اس سے زیادہ اور کیا تواضع ہوگی۔ (مدارج)

ہر وضو کے لئے مسواک کا امر نہین فرمایا۔ تاخیرِ عشا کو ترک فرمایا۔ صومِ وصال سے منع فرمایا۔
اور کبھی جماعت سے نماز پڑہاتے رہتے اور بچہ کے رونیکی آواز آئی تو نماز کو سُبک پڑہتے تا اُسکی ماں جو
نماز مین ہے فتنہ مین نہ پڑھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آپ کو دو کام مین
اختیار دیا گیا تو آپ نے آسان امر کو (اُمّت کے لئے) اختیار فرمایا روایت ہے کہ ایک اعرابی
نے کچھ آپ سے مانگا۔ آپ نے دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیون مین نے تجھپر احسان کیا۔ اعرابی نے
کہا نہین اور نہ آپ نے نیکی کی۔ یہ سُنکر مسلمانونکو غصہ آگیا اور اُسکی طرف اُٹھ کھڑے ہوے۔
آپ نے انکو اشارہ سے فرمایا کہ باز رہو۔ پھر آپ کھڑے رہے اور محل سرا مین تشریف لیگئے اور
اُس اعرابی کے لئے اور کچھ زیادہ بھجوایا۔ پھر فرمایا کہ کیا اب بھی مین نے تجھپر احسان نہین کیا۔
اُس نے عرض کی جی ہان اللہ تعالیٰ آپ کو اسکا نیک بدلہ دے تو آپ نے اُسوقت اُس سے
فرمایا تونے جو کچھ کہا اُس سے میرے اصحاب کے نفوس مین کچھ بات پیدا ہو گئی ہے۔ اگر تجھے
اچھا معلوم ہوتا ہے تو جو کچھ تونے میرے سامنے کہا اُن کے روبرو بھی کہدے تا اُن کے سینون سے
وہ بات نکل جائے۔ پھر جب صبح ہوی یا زوال کا وقت ہوا وہ اعرابی آیا۔ تو رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اعرابی جو کچھ کہتا تھا کہا پھر ہم نے اُسکے لئے زیادہ کیا تو وہ
خوش ہو گیا۔ (اعرابی سے مخاطب ہو کے فرمایا) کیون اسطرح ہے؟ عرض کی ہان اللہ تعالیٰ

سلہ شفا شریف (رواہ ابوالشیخ والبزار) ۱۲

آپ کو جزائے خیر دے۔ اب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم (پر میرے ماں باپ فدا) فرماتے ہین کہ میری مثال اور اس شخص کی مثال اُس شخص کے جیسی ہے کہ جسکی اونٹنی بھاگ گئی تو لوگ اُسکے پیچھے ہوے۔ لوگون کو دیکھکر اور بھاگنے لگی۔ اُس کے مالک نے لوگون سے کہا کہ تم میری اونٹنی کے اور میرے درمیان کیون آتے ہو۔ بے شک مین تم سے زیادہ اُسپر مہربان اور واقف ہون پھر گھکر اُسکے سامنے گیا۔ اور تھوڑا کچھ ا اُسکے لئے زمین سے اُٹھالیا بس وہ آگئی۔ اُسکو بٹھایا۔ اور اُسپر کاٹھی باندہی اور سوار ہوگیا۔ اگر مین تم کو جس وقت کہ اُس شخص (یعنے اعرابی) نے جو کچھ کہنا تھا کہا تھا چھوڑ دیتا اور تم اُسکو مار ڈالتے تو وہ دوزخ مین داخل ہوجاتا خلیق

میرے آقا میرے ہین مولا حبیب — میرے ملجا میرے ہین ہادی حبیب
چھوڑ کر تم کو میان چاہین کسے — تم سا ہمکو کون چاہیگا حبیب
آپ جسکو مل گئے سب کچھ ملا — جسنے تم کو کھویا کیا پایا حبیب
ہم گنہگار آپ کے کہلاتے ہین — کیجئے ہم سے نہ دل میلا حبیب
ہون تو بد خلق اور کہتے ہین خلیق — آپ ہی کا ہے یہ سب صدقہ حبیب

وَاللّٰہِ یَا رُوحَ قَلْبِی — مَا مَاتَ مَنْ بِکَ عَاشَ
قَوْمٌ لَهُمْ أَنْتَ سَاقٍ — لَا یَرْجِعُونَ عِطَاشَا

حق کی قسم ہے تو ہے مری جان سے سوا — جو کوئی تجھ سے زندہ ہوا وہ نہین موا
جسکا کہ تو ہو ساقی تو پھر اُسکو فکر کیا — تیرا کہا کہ وہ کبھی پیاسا نہ پلٹے گا

جب اللہ تعالیٰ نے آپکو خلق کی ہدایت کے لئے رحمت کرکے بھجوایا اور سب سے پہلا حکم
توحید کا تھا اس لئے آپکو پہلے اسی کا حکم فرمایا۔ قُلۡ اِنَّمَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ
اَمۡ بَعِیۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ۝ اِنَّهٗ یَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ مِنَ الۡقَوۡلِ وَیَعۡلَمُ مَا تَكۡتُمُوۡنَ ۝ وَاِنۡ
اَدۡرِیۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیۡنٍ ۝ (اے نبی) تم کہدو کہ میری طرف تو یہی وحی
کیجاتی ہے کہ تمھارا معبود خدائے واحد ہے تو کیا تم فرمانبردار بنتے ہو۔ پھر اگر وہ (ایمان سے) منہ
موڑیں تو کہدو میں نے تمکو یکساں طور پر خبر کردی۔ اور میں نہیں جانتا کہ جسکا تم سے وعدہ
کیا جاتا ہے وہ نزدیک ہے یا دور ہے (اللہ) جانتا ہے ظاہر بات کو اور جانتا ہے جو تم

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا۔ عن ابن جریج یعنے قریشا (ابن جریر) عَلٰى سَوَآءٍ۔ حال ہے یعنے درحالیکہ ہم اور تم اس سے
برابر آگاہ ہیں کہ میں تمھارا دشمن اور تم میرے دشمن۔ مفسرون نے کہا کہ اٰذن متعدی بدو مفعول ہے ایک مفعول
تو مذکور ہے دوسرا مقدر۔ اگر مفعول مقدر حربی لکم ٹہرایا جائے تو وہی معنے ہون گے جو اوپر مذکور ہوئے
اور اگر ما امرت بہ کہیں تو معنے یہ ہون گے کہ توحید کو برابر اور پوری طور سے بیان کردیا۔ اور ایک معنی
یہ بھی ہوتے ہیں کہ اعلمتکم انّی علی سواء ای عدل واستقامة رأی۔ اب ترکیب اسطرح
ہوگی کہ جار مجرور انّ مقدر کی خبر اور وہ اپنے دونون معمولون کے ساتھ قایم مقام مفعول کے تو ترجمہ
اس طرح ہوگا کہ کہدو میں نے تم کو خبر کردی کہ (بے شک میں) برابر (یعنے عادل اور راہ حق پر)
ہون۔ مثنوی نے اسی معنی کو اقرب کہا۔ سلہ ابن جریج نے کہا مدت داجل یعنے وہ وقت جو کفار سے
بدلہ لیا جائے گا۔ (ابن جریر) — ۱۲

چھپاتے ہو (پھر اُسکا بدلہ دیگا) اور مین نہین جانتا شاید اس (مہلت)[1] مین تمھاری آزمائش اور

ایک وقت تک فائدہ پہونچانا ہے تاخیرِ عذاب حقیت کی دلیل نہین بلکہ برے لوگون کے لئے فتنہ عظیم ہے

جب اللہ تعالےٰ کے لئے سزاوار کہ عدل و فضل سے جو چاہے کرے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی

طرف امر کو تفویض فرما دیا۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

(پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہا اے رب انصاف سے فیصلہ کردے۔ اور ہمارا پروردگار رحمٰن ہے اُسی سے (ان باتون پر)

مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو کہ خدا کو بیٹا ہے اور نبی شاعر ہے[2]۔ وہ ہماری مدد کریگا اور

تم سے اسکا بدلہ لیگا پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کی اور پوری طور سے مدد دی

کافرونکی امیدین برباد ہوین اور ہر طرح کی خرابی ہوئی نکتہ اس سورہ کو ایک ہولناک واقعہ سے شروع

فرمایا تھا کہ حساب نزدیک ہو گیا جسمین ایک بڑی تہدید تھی اور آخر سورہ مین کیا بڑی بشارت دی کہ

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کے خطاب سے یاد فرمایا اور اپنا نام پاک بھی رحمان ذکر کیا جس سے امید

بندھی ہے کہ انشاء اللہ ہم گنہگار بواسطہ رحمۃ للعالمین اُسکی رحمت سے ضرور حصہ پائینگے ؎

یارب تو کریمی و حبیب تو کریم	صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اور ہم گدا ایسا شاہ اور ایسا شاہنشاہ رکھکر کس طرح محروم رہ جائینگے۔ ؎

نہ کر حساب ہمارے گناہ بے حد کا	الٰہی تجھکو غفور رحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ حدود دیکھکر ہمین محتاج	یہ اُسکے بندے ہین جسکو کریم کہتے ہین

[1] قال ابن جریر لعل تاخیر ذلک عنکم فتنۃ لکم ومتاع الی اجل مسمی وحکاہ عون عن ابن عباس (ابن کثیر)

[2] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ مین تشریف لیجاتے تو یہ آیۃ پڑھتے۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر و ابن منذر قتادہ سے (در) حافظ ابن کثیر نے کہا کہ مالک نے زید بن اسلم سے اسکو روایت کی یعنی مرسل ۱۲

تمت